www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

الجامع للترمذی

ولادت اور نام و نسب:

امام ترمذی ۲۱۰ھ کے حدود میں پیدا ہوئے بعض نے ۲۰۹ھ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ وفات بالاتفاق ۲۷۹ھ ہے امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ۲۷۹ھ وفات ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

"وکان من ابناء سبعین"

یہی الفاظ علی القاری نے شرح الشمائل میں ذکر کئے ہیں، پس ان جملہ اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام موصوف ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے لہٰذا ان کی ولادت ۲۱۰ھ ہی ہے۔[1]

امام ترمذی کا نام محمد، باپ کا نام عیسیٰ اور کنیت ابو عیسیٰ ہے اور پورا نسب یہ ہے:

محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک اور نسبت اسلمی الترمذی ہے بعض نے البوغی کی نسبت بھی ذکر ہے کیونکہ آپ قریہ بوغ میں مدفون ہیں جو کہ ترمذ سے چھ فرسخ کی مسافت پر واقع ہے۔[2] لیکن ترمذی کی نسبت زیادہ مشہور ہے اور اسی نسبت سے معروف ہیں۔[3]

ترمذ کی حیثیت:

خراسان اور ماوراء النہر کا خطہ مردم خیز ہے اور ہمیشہ علم و فن کا مرکز رہا ہے اور امام ترمذی کا تعلق بھی اسی خطہ علم و فن سے ہے۔ یہاں سے بہت سے ارباب کمال اٹھے، یاقوت حموی لکھتے ہیں:

وترمذ مدينة مشهورة من امهات المدن راكبة على نهر جيحون من جانبه الشرقي متصلة العمل بالصغانيان والمشهور من اهل هذه البلدة ابوعيسى صاحب الجامع والعلل وابو اسماعيل السلمي وغيرهم

ابتدائی تعلیم:

ترمذ اس زمانہ میں علوم و فنون اسلامیہ کا مرکز بن چکا تھا، امام بخاری جیسے محدث عظیم کی مسند علم وہاں بچھ چکی تھی اور دیگر اہل حدیث نے وہاں رہائش اختیار کرلی تھی لہٰذا قرین قیاس یہی ہے کہ امام ترمذی کی ابتدائی تعلیم بھی اسی شہر میں ہوئی ہوگی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحلات :

اولاً اپنے شہر کے شیوخ سے علم حاصل کیا اس کے بعد خراسان اور ماوراء النھر کے شیوخ سے کسب فیض کیا، چنانچہ امام اسحاق بن راھویہ نیسابوری (۲۳۸ھ) اور محمد بن عمرو السواق سے تحصیل کے بعد پر دوسرے اسلامی مراکز حدیث کی طرف رحلت کی چنانچہ اولاً عراق میں شیوخ حدیث اور حفاظ سے سماع کیا پھر حجاز اور دیگر بلاد کی طرف چلے گئے۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :[4]

"طاف البلاد و سمع خلقا من الخراسانيين والعراقيين والحجازيين"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی مصر اور شام نہیں گئے کیونکہ وہاں کے شیوخ سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔[5] اور غالباً بغداد بھی نہیں گئے کیونکہ وہاں جاتے تو امام احمد بن حنبل سے ضرور ملاقات اور سماع کرتے لیکن امام احمد بن حنبل سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے چنانچہ خطیب نے تاریخ بغداد اور ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں اس سماع کا ذکر نہیں کیا۔

تاریخ رحلت :

تتبع اور استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی نے ۲۳۵ھ کے قریب رحلت شروع کی، جبکہ ان کی عمر بیس سال کے قریب تھی اس لحاظ سے امام ابوداؤد سے دو سال بعد رحلت شروع کی، کیونکہ اس سے پہلے جو شیوخ فوت ہوگئے ہیں، امام ترمذی نے ان سے روایت بالواسطہ کی ہے جیسے علی بن المدینی المتوفی ۲۳۴ھ، و محمد بن عبداللہ بن نمیر الکوفی المتوفی ۲۳۴ھ اور ابراھیم بن المنذر المتوفی ۲۳۶ھ و غیرھم

جبکہ امام ترمذی کے سب سے پہلے شیوخ میں محمد بن عمرو السواق البلخی ۲۳۶ھ پھر محمود بن غیلان مروزی ۲۳۹ھ پھر قتیبہ بن سعید المتوفی ۲۴۰ھ نظر آتے ہیں۔[6]

خراسان کو واپسی :

پھر ایک طویل مدت کے بعد ۲۵۰ھ کو واپس خراسان پہنچ گئے اہل علم نے ان سے استفادہ شروع کردیا اور امام ترمذی نے شیوخ سے مذاکرات شروع کردیئے بہت سے مذاکرات اور مناقشات مشہور ہیں جو العلل الکبیر میں انہوں نے ذکر کئے ہیں۔[7]

امام ذہبی نے النبلاء میں اور امام مزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کے شیوخ کی مفصل فہرست شائع کی ہے ان میں کچھ شیوخ وہ ہیں جن سے شیوخ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

(۱) ابوبکر محمد بن بشار بندار، بصرہ کے بہت بڑے محدث تھے۔ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۵۲ھ کو فوت ہوئے، بخاری اور مسلم نے ان سے روایت لی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) محمد بن المثنیٰ ابو عیسیٰ (م ۲۵۲ھ) المولود ۱۶۷ھ
(۳) زیاد بن یحییٰ الحسانی ۲۵۴ھ
(۴) ابو العباس عبد العظیم العنبری ۲۴۶ھ
(۵) ابو سعید الاشج عبداللہ بن سعید الکندی ۲۵۷ھ
(۶) ابو حفص عمرو بن علی الفلاس ۲۴۹ھ
(۷) یعقوب بن ابراہیم الدورقی (۱۶۶ھ - ۲۵۲ھ)
(۸) محمد بن معمر القیسی البحرانی ۲۵۶ھ
(۹) نصر بن علی الجهضمی ۲۵۰ھ (۸)

مذکورہ شیوخ سے کچھ اَقدم شیوخ بھی ہیں جن سے امام ترمذی نے سماع کیا ہے اور اپنی الجامع میں ان سے روایت بھی کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء میں ان کی فہرست پیش کی ہے جن میں قتیبہ بن سعید الثقفی ابو الرجاء المتوفی ۲۴۲ھ محمد بن عبد العزیز بن رزمہ المروزی ۲۴۱ھ، اسحاق بن راھویہ ۲۳۸ھ، ابوبکر محمد بن العلاء ۲۴۸ھ، ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الرحمٰن الهروی، ابو محمد اسماعیل بن موسیٰ الفزاری ۲۴۵ھ وغیرھم شامل ہیں۔

طبقاتِ شیوخ:

حافظ ابن حجر نے امام بخاری کے شیوخ کو طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ (۹) اسی طرح امام ترمذی کے شیوخ کو بھی تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(الف) وہ جن کو سماع میں تقدم حاصل ہے جیسے قتیبہ بن سعید، علی بن حجر وغیرھم جو کبار طبقہ عاشرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (۱۰) اور اس طبقے کے رواۃ شیوخ بخاری کے طبقہ وسطیٰ میں شمار ہوتے ہیں۔

(ب) جو سن و اسناد میں ان سے متصل ہیں اور اکثر شیوخ ترمذی اسی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جن سے امام ترمذی نے اپنی الجامع میں روایت کی ہے جیسے احمد بن منیع البغوی ۲۴۴ھ، عمرو بن علی الفلاس، محمد بن ابان المستملی ۲۴۴ھ وغیرھم۔

(ج) گیارہویں طبقہ کے شیوخ جیسے الحسن بن احمد بن ابی شعیب ۲۵۰ھ اور امام بخاری و مسلم بلکہ امام ترمذی اس طبقہ سے نزول کے ساتھ روایت کرتے ہیں جیسے ہشام بن عمار الدمشقی ۲۴۵ھ وغیرہ' ان بلاد کے شیوخ جہاں امام ترمذی نہیں گئے اور بالواسطہ ان سے روایت کی ہے بایں وجہ امام ترمذی کی اسناد امام بخاری اور مسلم سے نازل ہوگئی ہے اور الجامع للترمذی میں عوالی بہت کم نظر آتے ہیں، اس نزول کے تین اسباب بیان کئے گئے ہیں:

۱۔ تاخر طلب و رحلت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ بعض بلاد کی طرف عدم رحلت

۳۔ طلب حدیث میں توسع

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جامع ترمذی میں صرف ایک ثلاثی روایت ہے یعنی حدیث انسؓ (یاتی علی الناس زمان) الخ (۱۱) پس ملا علی قاری نے شرح المشکوۃ میں جو لکھا ہے۔

"اعلی اسانید الترمذی مایکون واسطتان بینه وبین النبی ﷺ (۱۲)

یہ مبنی بر مسامحت ہے۔

ایک باب کے تحت متعدد احادیث:

امام ترمذی اس میں منفرد ہیں کہ وہ ایک باب کے تحت متعدد احادیث کی طرف اختصار کے ساتھ "وفی الباب عن فلان و فلان" کہہ کر اشارہ کردیتے ہیں، لیکن امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق تمام احادیث کو ذکر کرتے ہیں، تاہم اختصار کے لئے متن کو بار بار ذکر نہیں کرتے بلکہ مثلہ و نحوہ سے اشارہ کردیتے ہیں مثلاً قصة ذی الیدین فی سجود السهو میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت متعدد طرق سے ذکر کی ہے تمام طرق میں "سلم سهوا فی رکعتین و سجد للسهو بعد السلام" مشترک ہے تاہم نماز کی تعیین میں اختلاف ہے کہ بعض میں احدی صلاتی العشی شک کے ساتھ ہے، اور بعض میں صلاۃ الظهر اور بعض میں صلاۃ العصر ہے، پھر عمران والی حدیث لاتے ہیں جس میں مسلم نے ثلاث رکعات اور صلاۃ العصر کو بالجزم ذکر کیا ہے۔ امام بخاری نے مختلف ابواب میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت مختلف طرق سے ذکر کی ہے مگر عمران والی روایت اختلاف کی وجہ سے نہیں لائے تاہم باب میں مَنْ سَلَّمَ فی رکعتین أو ثلاث کہہ کر عمران والی حدیث کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ (۱۳)

ثلاثیات اور کتبُ الستہ:

الجامع للترمذی کے علاوہ کتبُ الستہ میں ثلاثیات کے متعلق علماء نے لکھا ہے:

صحیح بخاری میں ۲۳ ثلاثیات ہیں جو الگ شرح کے ساتھ بھی مطبوع ہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں ایک بھی ثلاثی روایت نہیں ہے یہی حال نسائی اور ابوداؤد کا ہے، ترمذی میں صرف ایک حدیث ثلاثی ہے، ہاں ابن ماجہ میں پانچ ثلاثیات جبارۃ بن مغلس کے طریق سے مروی ہیں تاہم جبارہ ضعیف اور متکلم فیہ ہے اور مسند داری میں ۱۵ ثلاثیات ہیں جو امام داری نے اپنی سند کے ساتھ ذکر کی ہیں۔ البتہ مسند احمد میں ۳۳۲ ثلاثیات ہیں جو شیخ محمد السفارینی کی شرح کے ساتھ مطبوع ہیں (۱۴)

بعض علماء نے مؤطا اور مسند ابی حنیفہ کا مقابلہ کرکے لکھا ہے کہ مسند ابی حنیفہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں وحدان ہیں اور اس پر فخر کیا ہے تاہم علماء نے ان وحدانی کے متعلق لکھا ہے:

"باسانید غیر ثابتة"

یعنی یہ اسانید غیر ثابتہ کے ساتھ ہیں۔ علی القاری نے مرقاۃ میں دعویٰ کیا ہے کہ ترمذی میں ایک حدیث ثنائی بھی ہے مگر یہ صاحبِ مرقاۃ کا وہم ہے کیونکہ مذکورہ حدیث ثلاثی ہے اور جامع ترمذی میں صرف یہ ایک حدیث ہی ثلاثی ہے۔

امام ترمذی اور علمِ حدیث:

امام ترمذی کو علم حدیث میں رسوخ حاصل تھا اور یہ رسوخ ائمہ کبار حدیث سے رسوخ اور ان سے استفادہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا امام بخاری سے خصوصی تلمذ اور امام مسلم اور امام ابوداؤد سے بھی لقاء کا شرف حاصل تھا۔

تاہم امام مسلم سے صرف ایک حدیث (احصوا هلال شعبان لرمضان) روایت کی ہے اور ابوداؤد سے بھی اپنی الجامع میں روایت لی ہے،[(۱۵)] یعنی عبداللہ بن زید بن اسلم کی امام احمد سے تعدیل نقل کی ہے عن طریق ابی داؤد السجستانی اور علل الحدیث والرجال اور فنون الحدیث میں امام دارمی اور ابو زرعۃ الرازی سے بھی استفادہ کیا ہے، تاہم فنون حدیث کے اصل مربی امام بخاری ہیں، چنانچہ جب امام بخاری ۲۵۰ھ واپس وطن آئے اور پانچ سال نیساپور میں قیام کیا تو امام ترمذی نے امیرالمؤمنین فی الحدیث کی قدر و قیمت کا اندازہ لگایا اور ان سے تلمذ اختیار کرلیا۔[(۱۶)] علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔

"تفقه في الحديث بالبخاري"

بلکہ علل الحدیث، جرح و تعدیل اور تاریخ رجال میں امام بخاری سے خوب استفادہ کیا جس کا عکس الجامع میں نظر آتا ہے۔ شیخ احمد شاکر لکھتے ہیں:

الترمذي تلميذ البخاري و خريجه و عنه اخذ الحديث و تفقه به و مرّن بين يديه وسأله واستفاد به

درحقیقت امام ترمذی خراسان میں امام بخاری کے بہترین خلف ہیں انہوں نے اپنی الجامع میں امام بخاری کے علم حدیث کو خوب شہرت دی ہے چنانچہ کتاب العلل میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے اپنی الجامع میں علل و تاریخ کا زیادہ تر حصہ محمد بن اسماعیل سے حاصل کیا ہے اور اپنے شیخ کے علم و فضل کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولم ار بالعراق ولا بخراسان في معنى العلل و التاريخ و معرفة الاسانيد كثير احداً اعلم من محمد بن اسماعيل.

اور استاذ نے بھی تلمیذ کی حوصلہ افزائی کی اور ان کے علم و ذکاوت کا اعتراف کرتے ہوئے ترمذی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اپنے شیوخ اور اساتذہ میں شامل کرلیا اور ان سے بعض احادیث کا سماع کیا چنانچہ حضرت علیؓ کے مناقب میں حضرت ابو سعید الخدریؓ والی حدیث : لایحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری و غیرک [۱۷] ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قد سمع منی محمد بن اسماعیل ھذا الحدیث

اس میں امام ترمذی کی تکریم اور ان کے علم و فضل کی وسعت کی دلیل ہے نیز امام بخاری نے اعتراف کیا ہے:

"ما انتفعت بک اکثر مما انتفعت بی"

امام ترمذی کا تفقہ:

علم حدیث کی روایت کے ساتھ امام ترمذی کو تفقہ اور مذاہبِ علماء کی معرفت میں بھی عبور حاصل تھا فقہ الحدیث میں ماہر تھے اور یہ چیز بھی انہوں نے امام بخاری جیسے حاذق استاذ سے حاصل کی تھی چنانچہ امام ترمذی اپنے دور کے فقہی سرمایہ ہیں، اختلافات کو خوب سلیقہ سے اپنی جامع میں سمو دیا ہے۔

امام ترمذی نے فقہ اہل الرائی تو اس وقت کے مشہور فقیہ الرازی سے حاصل کی اور فقہ مالکی اسحاق بن موسیٰ انصاری اور امام مالک کے تلمیذ ابو مصعب الزھری سے اخذ کی، اور امام شافعی کا مذہب قدیم حسن بن محمد زعفرانی اور قول جدید ربیع بن سلیمان تلمیذ الشافعی سے اخذ کیا، اسی طرح امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ وغیرھم کے اقوال و فتاوی کی دراست کی، اور فقہ الحدیث میں بڑا ذخیرہ جمع کرلیا، اور اس کے ساتھ بہت سے دیگر اقوال و مذاہب بھی جمع کر دیئے اس طرح یہ کتاب "معلمہ الفقہ الاسلامی" بھی بن گئی، جب کہ حدیث علل الحدیث، اسانید اور تمام فنون حدیث کی معلمہ تھی، الحاصل مصنف کی کتاب الجامع ان کی تفقہ فی الحدیث اور مذاہب پر اطلاع کی بہت بڑی دلیل ہے، ہر حدیث کے بعد علماء کے اقوال پیش کرکے ان میں سے ایک کو ترجیح دیتے ہیں جس سے قاری یہ تاثر لیتا ہے کہ وہ فقہ اور حدیث کے بہت بڑے امام تھے۔

اخلاق اور حفظ و ضبط:

محدثین اور فقہاء کے حالات زندگی پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اخلاقِ اسلامیہ اور صفات صالحہ کے پیکر تھے قیامِ لیل اور تلاوتِ قرآن ان کی زندگی کے پروگرام میں شامل رہتا تھا اور کتاب و سنت کے صدقِ دل سے خدمت گذار تھے ان کے اندر حسد و بغض نہیں تھا اور مسلمان کی غیبت کو قبیح ترین گناہ سمجھتے تھے۔

امام ترمذی بھی اخلاق حسنہ کے پیکر تھے اور حفظ و ضبط میں ممتاز تھے۔ [۱۸] وہ خود ہی بیان کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ کسی شیخ نے بطور امتحان میرے سامنے چالیس حدیثیں پیش کیں تو میں نے ان کو اول تا آخر زبانی پڑھ کر سنادیں اور ایک بھی غلطی نہیں کی تو اس نے مجھ سے کہا:

"ما رأیت مثلك (۱۹)

اور ورع و احتیاطِ دینی میں بے مثل تھے جو کہ محدثین کی امتیازی شان ہے، ادنیٰ شبہات سے بھی دور رہتے، گویا حدیث (من استبرألدینہ و عرضہ، الخ) پر عمل پیرا تھے، ان کے قلوب خشیتِ الٰہی سے لبریز تھے اور بہت روتے تھے، امام ترمذی ان صفات میں اپنے شیخ امام بخاری کا نمونہ تھے، حافظ عمر بن علک نے کیا خوب کہا ہے:

مات البخاری فلم یخلف الخراسان مثل ابی عیسی فی العلم و الحفظ والورع والزهد، بکی حتی عمی و بقی ضریراسنین (۲۰)

طلبِ علم میں محنت اور مذکورہ صفات عظیم کی وجہ سے امام ترمذی مشہور ہو گئے اور بہت سے شیوخ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور جم غفیر نے استفادہ کیا۔

مشاہیر تلامذۃ:

ابوبکر اسماعیل بن عامر سمرقندی، ابو حامد احمد بن عبداللہ بن داوٗد المروزی التاجر، احمد بن علی المقری، احمد بن یوسف النسفی، ابوالحارث اسد بن حمدویہ النسفی، حسین بن یوسف الفربری، حماد بن شاکر الوراق، داوٗد بن نصر بن سہیل الیزدی، عبد بن محمد بن محمود النسفی، ابوالحسن علی بن عمر بن کلثوم السمرقندی، فضل بن عمار الصرام، ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی المروزی- راویۃ الجامع- ابو جعفر محمد بن سفیان بن النصر النسفی المعروف بالامین، ابوالفضل محمد بن محمود بن العنبر النسفی، علی بن نوح النسفی المقری، محمد بن مکی، الہیثم بن کلیب الشاشی الحافظ راویۃ الشمائل- وغیرھم (۲۱)

امام ترمذی اور معاصرین:

امام ترمذی کے معاصرین ان کی امامت فی الحدیث، تقدم اور حفظ و اتقان پر متفق ہیں حافظ ابو سعید کا بیان ہے۔

احدالائمة الذین یقتدی بهم فی علم الحدیث صنف الجامع و التواریخ والعلل تصنیف رجل عالم متقن کان یضرب به المثل فی الحفظ (۲۲)

اس طرح المزی نے تہذیب الکمال میں امام ترمذی کی تعریف کی ہے اور علامہ ذہبی نے سیرالنبلاء اور تذکرۃ میں "حافظ ثقۃ مجمع علیہ" کہا ہے الغرض امام ترمذی حدیث و فقہ کے مسلم امام ہیں اور جامع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمذی ان کی مشہور و معروف تصنیف ہے۔

ابن حزم نے محلی اور کتاب الفرائض من الایصال میں ان کو مجہول کہا ہے۔[۲۳] لیکن علماء نے ابن حزم کے اس قول کو شذوذ پر محمول کیا ہے لہٰذا امام ترمذی پر اس کا کچھ اثر نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن حزم کی زندگی میں جامع ترمذی کا نسخہ مغرب میں نہیں پہنچا تو اس عدم علم کی وجہ سے ابن حزم نے مجہول کہہ دیا ہے۔[۲۴] چنانچہ ذہبی کے الفاظ ہیں:

وقد اعتذر له انه ماعرفه ولا دری بوجود الجامع والعلل التی له لانهالم تکن دخلت الاندلس اذ ذالک

بعض نے اس اعتذار کو رد بھی کیا ہے کہ جامع ترمذی کے اَندلس میں نہ پہنچنے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ امام ترمذی سے ابن حزم واقف نہیں تھے کیونکہ ابن الفرضی الاندلسی نے اپنی کتاب المؤتلف و المختلف میں امام ترمذی کا تذکرہ کیا ہے اور وہ کتاب ابن حزم کے سامنے ہے۔[۲۵]

اصل میں ابن حزم نے بعض ائمہ کے علم و فضل اور فقہی مقام سے عدم واقفیت کی وجہ سے ان کو مجہول کہہ دیا جیسے ابو القاسم البغوی (۳۱۷ھ) اسماعیل بن محمد الصفار، ابو العباس الاصم (۳۴۶ھ) وغیرہ، چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:[۲۶]

وجهالة ابن حزم لابی عیسی لاتضره حیث قال فی محلاه و من محمد ابن عیسی بن سورة ؟

"جامع ترمذی"

مصنف کے مختصر حالات پیش کرنے کے بعد اب ہم ان کی جامع کو موضوعِ سخن بناتے ہیں جو اس ترجمہ سے اصل مقصود ہے۔

الجامع للترمذی:

امام بخاری کے حالات میں ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس دور میں جمع حدیث کے سلسلہ میں محدثین کے سامنے دو طرح کا کام ہو چکا تھا اول مسانید کے مجموعے مرتب ہو چکے تھے اور بعض اصحابِ مسانید نے انتقاء سے کام لیا تھا اور کانٹ چھانٹ کر احادیثِ صحیحہ کو جمع کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس میں سہولت اور نرمی سے کام لیا گیا تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم : مؤطا امام مالک کا نمونہ موجود تھا جس میں احادیثِ صحیحہ درج کی گئی تھی مگر صحابہ و تابعین کے اقوال کے ساتھ مخلوط کر دی گئی تھیں۔

ائمہ ستہ کی مساعی :

ائمہ ستہ نے اپنے دور میں مبوّب کتابیں لکھیں اور تحت التراجم احادیث درج کر کے ایک طرح فقہُ الحدیث مرتب کر دی اور ان کے سرخیل امام بخاری نے ابواب اور تجریدِ صحیح کی پہلی کوشش کی اور شیوخ کے مشورہ سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا جیسا کہ گذر چکا ہے۔

ائمہ ستہ کے دور میں حدیث صحیح و سقیم مخلوط تھی اور بعض محدثین نے منکر روایات بغیر تمیز و بیان کے جمع کرنے سے بھی گریز نہیں کیا تھا۔ لہٰذا ضرورت تھی صرف ان احادیث کو مرتب کیا جائے جو صحت کے اعتبار سے معیاری ہوں اور ان کو ابواب پر مرتب کیا جائے تاکہ استفادہ آسان ہو۔

چنانچہ محدثین نے کمرِ ہمت باندھی اور امام بخاری اور مسلم نے اس کام میں پہل کی اور صرف حدیثِ صحیح کو ابواب پر مرتب کیا تاکہ عوام کے لئے استفادہ میں آسانی ہو اس طرح انہوں نے مصنّفات اور مسانید دونوں طریقوں کو جمع کر دیا۔ مصنفات ابواب پر مرتب تھیں اور امام مالک نے تجریدِ صحیح کا نمونہ پیش کر دیا تھا۔ پس اس امور میں محدثین کا اولین مقصد صحیح اور منکر میں تمیز دینا تھا امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے چنانچہ محدثین کی ان کتابوں کے مرتب ہونے پر دو طریقے سامنے آئے ہیں :

(الف) فقہ اور استنباطِ احکام پر احادیث مرتب کی گئی جیسا کہ امام بخاری کا طریق ہے اور اس سے پیشتر مؤطا کا نمونہ موجود ہے مگر مؤطا مختصر تھی امام بخاری نے ابواب و تراجم کو وسعت دے کر استنباط میں تفنن سے کام لیا حتی کہ کامل نمونہ بن گیا اور اس طریقہ میں اصل کی حیثیت اختیار کر لی۔

(ب) فن اسناد کا اہتمام کیا گیا اور اسانید حدیث کے ساتھ فوائد حدیث کو جمع کر دیا گیا جو امام مسلم کا طریق ہے۔

حدیث کے جمع کرنے کے ساتھ علوم الحدیث میں اضافہ ہوتا رہا اور اس طبقہ کے علماء نے علوم الحدیث میں ہر فن پر شاندار کتابیں تالیف کیں۔

چنانچہ امام بخاری نے "تواریخ ثلاثہ" کتاب الضعفاء اور کتاب العلل وغیرھا کتابیں تالیف کیں اور امام مسلم نے کتاب الاسماء والکنی، کتاب الافراد، والتمییز وغیرہ کتابیں تحریر کر کے اس فن کو ترقی دی۔ العلامۃ العجلی، اسحاق الکوسج نے جرح و تعدیل پر مختلف کتابیں تالیف کیں جو بعد کے علماء کے لئے مراجع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

علماء کی ان مساعی جمیلہ سے علوم الحدیث کی انواع متمیز نظر آنے لگیں اور قبول و رد کے لحاظ سے حدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے صحیح حسن اور ضعیف تین اقسام ہو گئے۔
ابن المدینی سے امام بخاری اور یعقوب بن شیبہ وغیرہ نے اس فن کو حاصل کیا۔[۲۸] اس کی خوب نشرواشاعت کی اور اس کے مطابق عمل کیا اور احادیث پر صحت ، حسن اور ضعف کے احکام صادر کئے۔
امام مسلم نے مقدمہ الصحیح میں اس کی توضیح کی اور احادیث و رجال کے تین طبقے ترتیب دیئے۔
(i) حفاظ متقنین کی احادیث (ii) اهل الستر والصدق اور طلب علم کے ساتھ متصف ہیں۔ (iii) وہ رواۃ جو متہم بالکذب ہیں اور ان کی احادیث اکثر طور پر منکر ہیں۔
پہلی اور دوسری قسم کی روایات کو قبول کیا اور تیسری قسم کو ترک کر دیا، امام مسلم کی یہ اقسام بھی تقسیم ثلاثی کے مطابق تھیں، علاوہ ازیں بعض مرکب اصطلاحات بھی استعمال کی گئیں مثلاً "حسن صحیح" جو امام ترمذی سے پہلے بھی امام بخاری یعقوب بن شیبہ (۲۶۲ھ) اور امیر علی الطوسی استعمال کرتے رہے[۲۹] ان کے بعد امام ترمذی آئے اور تقسیم میں ان کا راستہ اختیار کیا اور ایک ایک حدیث کے فوائد و احکام پر مفصل گفتگو کی اور اساتذہ سے استفادہ کیا۔

تالیف امام ترمذی :

امام ترمذی نے بہت سی تالیفات کے مجموعے چھوڑے ہیں جن میں سے حسب ذیل کے نام مل سکے ہیں :

۱) الجامع جو "سُنن ترمذی" کے نام سے مشہور ہے۔
۲) الشمائل النبویۃ معروف بہ شمائل الترمذی
۳) کتاب "العلل المفرد" اور "العلل الکبیر"
۴) العلل جو جامع کے آخر میں منضم ہے۔[۳۰]
۵) کتاب الزھد (المفرد) قال ابن حجر: لم یقع لنا[۳۱]
۶) التاریخ[۳۲]
۷) اسماء الصحابۃ[۳۳]
۸) الاسماء والکنٰی[۳۴]
۹) کتاب "الآثار الموقوفۃ"

الجامع للترمذی :

اس کے بعد اب ہم الجامع للترمذی پر بحث کرتے ہیں اور اس پر اپنا جائزہ پیش کرتے ہیں :
الجامع للترمذی "اُصولِ خمسہ" میں شمار ہوتی ہے جو ابواب پر مرتب ہے اور ان کے تحت احادیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیحہ و غیر صحیحہ مرتب ہیں، ہر حدیث کے بعد صحت و حسن اور ضعف میں اس کا درجہ بیان کر دیا ہے اس طرح یہ ایک بڑی کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔

اس کتاب کا نام "الجامع" ہے جو ایک اصطلاحی نام ہے کیونکہ حدیث کی اصنافِ ثمانیہ اس میں جمع کر دی گئی ہیں، خاص طور پر مواعظ و آداب، تفسیر اور مناقب پر نہایت تفصیل سے کام کیا ہے اور امام ترمذی کے اس اعتناء پر مقالہ نگاروں نے کتاب کی بہت تعریف کی ہے اور اسے قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔ (۳۵)

خطیب نے الجامع کو صحیح ترمذی کے نام سے ذکر کیا ہے اور امام حاکم نے الجامع الصحیح کہا ہے۔ (۳۶)

لیکن ان ہر دو اسامی میں تجوز ہے، کیونکہ جامع ترمذی میں صحیح حسن اور ضعیف روایات بھی بکثرت ہیں بلکہ حسن اور ضعیف کے مقابلہ میں الصحاح کم ہیں۔

الکتانی نے الرسالۃ المستطرفۃ میں "الجامع الکبیر" کا عنوان ذکر کیا ہے۔ (۳۷) لیکن یہ نام قلیل الاستعمال ہے، زیادہ مشہور نام "السنن للترمذی" ہے کیونکہ یہ کتاب احکام فقہی پر مشتمل ہے، اور ترتیب فقہی پر ابواب قائم کئے گئے ہیں، لہٰذا اس کو سنن کہنا انسب ہے، جیسا کہ کتانی نے المستطرفۃ میں ذکر کیا ہے مگر چونکہ اس میں احکام کے علاوہ دیگر مضامین بھی موجود ہیں اس لئے یہ الجامع ہے جو علماء کے نزدیک مشہور تر اور اصطلاحی نام ہے، جیسا کہ ہم الجامع الصحیح للبخاری میں مفصل ذکر کر آئے ہیں۔ (۳۸) اور پھر یہ نام کتاب کی حالت اور واقع کے بھی مطابق ہے اور جن اصحاب نے صحیح الترمذی یا الجامع الصحیح کے عنوان سے اس کو طبع کیا ہے وہ مناسب نہیں ہے۔

جامع ترمذی اور فنونِ حدیث:

جامع ترمذی احادیثِ مرفوعہ اور اقوالِ صحابہ و تابعین کے بہت سے فوائدِ حدیثیہ اور فقہ المذاہب سے مملوّ ہے، ہر باب کے تحت ایک دو احادیث کو درج کرکے تصحیح و تحسین اور تضعیف کے لحاظ سے احادیث کی درجہ بندی کی ہے، پھر رجال و اسانید پر بحث کرکے اسانید کے علل ذکر کئے ہیں، اور اس باب میں اگر دوسری احادیث ہوں جو ترجمۃ الباب کے مناسب ہوں تو (فی الباب عن فلان و فلان) سے ان کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور خاص مسائل میں اپنی رائے بھی ذکر کر دی ہے اس بناء پر علماء نے "الجامع للترمذی" کے فوائد و مقاصد ذکر کئے ہیں۔ ابنِ رشید لکھتے ہیں:

ان کتاب الترمذی تضمن الحدیث مصنّفا علی الابواب وھو علم

براسه والفقه وهو علم ثان، و علل الحدیث و یشتمل علی بیان الصحیح

من السقیم و ما بینهما من المراتب وهو علم ثالث، و الاسماء والکنی،

وهو علم رابع والتعلیل و التجریح وهو علم خامس، ومن ادرك النبی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ ومن لم یدرکه ممن اسند عنه فی کتابه وهو علم سادس، و تحدید من روی ذالک الحدیث وهو علم سابع۔

لیکن جامع میں ان علوم کا بیان اجمالی طور پر ذکر کیا گیا ہے اب رہے تفصیلی علوم تو وہ بہت زیادہ ہیں۔ (۳۹)

ابو بکر ابن العربی نے عارضۃ الاحوذی کے نام سے ترمذی کی شرح لکھی ہے جس کے مقدمہ میں فوائد الکتاب کے لئے ایک فصل قائم کی ہے اس کی افادیت کے پیش نظر ہم کچھ تلخیص کے ساتھ یہاں پر درج کرتے ہیں۔

> ولیس فیها - یعنی کتب الحدیث - مثل کتاب ابی عیسی حلاوة مقطع و نفاسة منزع وعذوبة مشرع و فیه اربعة عشر علماء فهو قد صنف و اسند وصحح، و اسقم، وعدد الطرق و جرح وعدل واسمی و اکنی ووصل وقطع واوضح المعمول به و المتروک و بین اختلاف العلماء فی الرد و القبول لاثاره و ذکر اختلافهم فی تاویله
>
> وکل علم من هذه العلوم اصل فی بابه وفرد فی نصابه فا لقاری له لا یزال فی ریاض مو نقة وعلوم متفقة منسقة (۴۰)

(۱) موضوع الکتاب:

ان امور کے پیش نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ الجامع کا موضوع دو چیزیں ہیں "الصناعۃ الحدیثیۃ" اور "الفقہ اجتہادا واستنباطاً" دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں:

> ان موضوع الجامع للترمذی هو الحدیث صناعة و فقهها

اور یہی بات امام ترمذی نے الجامع کے سبب تالیف میں ذکر کی ہے۔ (۴۱)

چنانچہ لکھتے ہیں:

> وانما حملنا علی مابینا فی هذا الکتاب من قول الفقهاء و علل الحدیث لانا سئلنا عن هذا فلم نفعله زمانا، ثم فعلناه لما رجونا فیه من منفعة الناس لانا قد وجدنا غیر واحد من الائمة تکلفوا من التصنیف مالم یسبقوا الیه، فمنهم هشام بن حسان و عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج و سعید بن ابی عروبة و مالک بن انس و حماد بن سلمة و عبدالله بن المبارک و یحیی بن زکریا بن ابی زائدة ووکیع بن الجراح و عبدالرحمن بن مهدی و غیرهم من اهل العلم و الفضل صنفوا فجعل الله فی ذالک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منفعة كثيرة فنرجو بذالك لهم الثواب الجزيل لمانفع الله به المسلمين،
فيهم القدوة فيما صنفوا

اس میں امام ترمذی نے وضاحت کی ہے کہ میں نے اقوال الفقهاء اور علل الحدیث کو اپنی کتاب میں کیوں جگہ دی ہے جبکہ اس سے قبل کسی نے بھی ان پر بحث نہیں کی، چنانچہ لکھتے ہیں:

مجھ سے پہلے بھی بہت سے علماءِ فحول اَچھوتے موضوع پہ کتابیں لکھ چکے ہیں اور ان کی مسائل سے لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے پس میں نے بھی وہ کام کیا جو پہلے کسی نے نہیں کیا، اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔

امام ترمذی کے اس ابتکار (جدت) کا اعتراف بہت سے ان علماء نے کیا ہے جنہوں نے جامع ترمذی پر تحقیقی کام کیا ہے۔ علامہ احمد محمد شاکر مصری لکھتے ہیں:

كتاب الترمذي يمتاز بامور ثلاثة لا نجدها في شيئي من كتب السنة الاصول الستة وغيرها

اولها: انه بعد ان يروى حديث الباب يذكر اسماء الصحابة الذين رويت عنهم احاديث فيه سواء اكانت بمعنى الحديث الذى رواه ام بمعنى آخر، ام بما يخالف ام باشارة اليه ولو من بعيد و هذا اصعب مافي الكتاب على من يريد شرحه وخاصة في هذه العصور

ثانيها: انه في اغلب احيانه يذكر اختلاف الفقهاء واقوالهم في المسائل الفقهية و كثيرا مايشير الى دلائلهم و يذكر الاحاديث المتعارضة في المسئلة، و هذا مقصد من اعلى المقاصد و اهمها اذ هو الغاية الصحيحة من علوم الحديث تميز الصحيح من الضعيف للاستدلال والاحتجاج ثم الاتباع والعمل

ثالثها: انه اى الترمذى يعنى كل العناية في كتابه بتعليل الحديث فيذكر درجته من الصحة والضعف ويفصل القول في التعليل و الرجال تفصيلا جيدا، ومن هذا صار كتابه هذا كأنه تطبيق عملى لقواعد علوم الحديث خصوصا علم العلل، و صار أنفع كتاب للعالم و المتعلم و للمستفيد والباحث في علوم الحديث (٣٢)

دائرۃ المعارف میں صاحبِ مقالہ لکھتے ہیں:

دو خصوصیات کی بناء پر جامع ترمذی ممتاز ہے ایک اسناد پر تنقید (یعنی علل الاسناد بیان کرنا) اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے فقہی مذاہب کے مواضعِ خلاف کی تفصیل، اس دوسری خصوصیت کے لحاظ سے جامع ترمذی ہمارے پاس وجوہِ خلاف میں قدیم ترین مرجع ہے جو ہم تک پہنچا ہے، اس سے پہلے امام شافعی نے کتابُ الام میں کچھ وجوہ خلاف بیان کئے تھے لیکن اس کثرت سے نہیں جو کتاب ترمذی میں مذکور ہیں۔

(۲) صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے موازنہ :

امام بخاری اور امام مسلم کی صحیحین پر نظر ڈالی جائے اور ان کے اغراض و مقاصد کو تامل سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی بھی انہی کے طریق پر چلے ہیں۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کی بناء فقہی ابواب پر رکھی ہے اور ہر حدیث سے مختلف مسائل اور نکات نکالے ہیں اور تراجم میں ودیعت کر دیئے ہیں، اور تراجم میں آیات و احادیث اور اقوالِ صحابہ و تابعین کثرت سے پیش کئے ہیں تاکہ فقہی مسئلہ مدلل ہو جائے۔

امام مسلم نے مقدمہ میں احادیث و رجال کے تین اصناف بتائے ہیں چنانچہ وہ پہلے طبقہ کی احادیث اصول میں ایک دوسرے طبقہ کی احادیث شواہد و متابعات میں لائے ہیں اور تیسرے طبقے کو چھوڑ دیا ہے اس طرح انہوں نے ایک ہی مقام پر احادیث اور طُرق کو جمع کر دیا ہے۔ اور عمدہ اختصار کے ساتھ جمع کر دیا ہے اس طریق سے حدیث میں شاذ یا زیادۃ، یا وقف یا علت کو ظاہر کر دیا ہے۔

ان کے بعد امام ترمذی کا دور آتا ہے جو کہ شیخین کے تلمیذ ہیں تو انہوں نے اپنی کتاب میں دونوں کے فوائد کو جمع کر دیا۔ فقہی مسائل جمع کرنے میں صحیح بخاری کے طریق کو اپنایا اور اسانید و طرق حدیث کو جمع کرنے میں امام مسلم کی تقلید کی اور اپنی کوشش سے اسے نیا لباس پہنا دیا کہ دوسری کتابوں سے ممتاز نظر آنے لگ گئی چنانچہ جامع کے آخر کتابُ العلل میں وہ اصول و مسائل بیان کر دیتے ہیں جو بیانِ فقہ اور انواعِ حدیث کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب کا مرجع چھ امور کی طرف ہے۔

(الف) اجمالی طور پر جامع کی تمام احادیث ماء کے نزدیک معمول بہا ہیں ماسوا دو حدیثوں کے۔ اور مرسل احادیث کے متعلق لکھتے ہیں :

> "اکثر اھل حدیث کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں ہے" اس مرسل میں منقطع بھی شامل ہے۔

(ب) جو فقہ اور فن حدیث حاصل کئے ہیں ان کی اسانید بیان کر دی ہیں اور فنونِ حدیث، علل، جرح و تعدیل اور تاریخ جن سے اخذ کئے ہیں ان کے نام ذکر کر دیئے ہیں جیسے امام بخاری، داری، ابو زرعہ اور کتبِ تاریخ رجال جس سے جامع کے محتویات کو قوت حاصل ہو گئی ہے۔[۴۳]

(ج) علوم الرجال کے سلسلہ کے اہم قواعد ذکر کئے ہیں۔ مثلاً :

(ا) جرح و تعدیل مشروع ہے اور اس کی مشروعیت پر ائمہ کے بلاٹوک اس پر عمل اور عقلی و شرعی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلائل سے استدلال کیا ہے کیونکہ امام ترمذی نے رجال پر کلام کیا ہے اور بہت سی احادیث کو ضعیف کہا ہے پھر جرح وتعدیل کے سلسلہ میں سلف کے اقوال ذکر کئے ہیں۔(۴۴)

(ii) رواۃ کے تین اقسام ذکر کئے ہیں اور چوتھے طبقہ سے سکوت اختیار کیا ہے وہ تین اقسام یہ ہیں:

○ —— جو متہم بالکذب ہے یا مغفل ہے اور اکثر خطا کرتا ہے اکثر اہل حدیث کے نزدیک اس سے روایت میں سروکار نہ رکھا جائے۔

○ —— جو متہم بالکذب ہو یا غفلت اور کثرتِ خطا کی وجہ سے ضعیف ہو ایسا راوی اگر کسی روایت میں منفرد ہو تو اس سے احتجاج نہ کیا جائے۔

○ —— رواۃ میں سے ایک جماعت وہ ہے جو اہل علم و صداقت اور جلالت ہے اور ان کے جلالت وصدق کی وجہ سے ان کی توثیق بھی کی گئی ہے اور ایک گروہ نے ان کے حفظ میں کلام کیا ہے جیسے ابن ابی لیلیٰ وغیرہ قسم کے لوگ تو ان میں سے اگر کوئی منفرد ہو اور کسی نے اس کی متابعت نہ کی ہو تو اس سے احتجاج نہیں کیا جائے گا۔

○ —— حفاظ ثقات اور اہلِ اتقان جن کی حدیث میں وہم و خطا کو بہت کم دخل ہے اور ان سے احتجاج پر سب متفق ہیں ان کا ذکر نہیں کیا۔

(د) تحمل واداء:

○ —— روایت بالمعنیٰ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اسناد پر اثر نہ پڑے اور بدونِ تغییر کے صحیح معنی ادا کیا جائے لیکن بہتر یہ کہ روایت بلفظہ کی جائے اس کے بعد روایت بالمعنیٰ ہے۔

○ —— اہل حدیث کے نزدیک تحمل بالعرض اور تحمل بالسماع دونوں جائز ہیں۔

○ —— اگر تحمل بالعرض کی ہو تو اکثر اہل علم کے نزدیک ادا کے وقت حدثنا اور اخبرنا کہہ سکتا ہے لیکن بعض اہل علم یہ صیغے صرف سماع کی صورت کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔

○ —— اجازۃ کے ساتھ روایت میں اختلاف ہے، بعض اہل علم اسے جائز رکھتے ہیں اس کے بعد بہت سے آثار ذکر کئے ہیں جن سے جواز ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دلائل بھی درج کئے ہیں۔

لیکن متاخرین کے دور میں سلسلۂ اسناد کو باقی رکھنے کے لئے اس کی اجازت دی گئی کہ بالا جازۃ روایت جائز ہے۔

○ —— بعض اصطلاحات کی تشریح کی ہے مثلاً حسن غریب وغیرہ

کتاب العلل:

کتاب العلل کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اور اس کو یک گونہ امام مسلم کے مقدمہ کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح امام مسلم نے مقدمہ میں بعض آراء ذکر کی ہیں جو اصل کتاب سے مناسبت رکھتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اسی طرح امام ترمذی نے کتاب العلل میں بہت سے مسائل ذکر کئے ہیں جن کو جامع کے ساتھ مناسبت ہے اور علم حدیث میں ان کی اہمیت ہے اس لئے علماء نے کتاب العلل کو جامع کے محاسن میں شمار کیا ہے چنانچہ ابن الاثیر لکھتے ہیں :

وفی آخره کتاب العلل قد جمع فیه فوائد حسنة لا یخفی قدرها علی من وقف علیها

تعریفی کلمات :

حافظ ابوالفضل المقدسی شروط الائمہ میں لکھتے ہیں : (۴۵)

سمعت ابا اسماعیل الانصاری یقول: کتابہ عندی انفع من کتاب البخاری ومسلم لان کتابی البخاری ومسلم لا یقف علی الفائدۃ منهما الا المتبحر العالم وکتاب ابی عیسی یصل الی فائدته کل احد من الناس

اور ابن الاثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں :

کتاب الصحیح احسن الکتب واکثرها فائدۃ و اقلها تکرارا و فیه مالیس فی غیره من ذکر المذاهب و وجوه الاستدلال و تبیین انواع الحدیث من الصحیح والحسن و الغریب و فیه جرح و تعدیل و فی آخره کتاب العلل الخ

شیخ ابراہیم الباجوری (۱۲۷۷ھ) نے شرح الشمائل کے شروع میں لکھا ہے :

وناهیک بجامعه الصحیح، الجامع للفوائد الحدیثیة والفقهیة و المذاهب السلفیة والخلفیة فهو کاف للمجتهد

(۳) شروط الترمذی فی جامعہ :

کسی کتاب پر بحث کے لئے اس کے شروط کا جاننا ضروری ہے ائمہ حدیث نے ائمہ ستہ کے شروط سے بحث کی ہے اور ان کتابوں کے تتبع اور گہری نظر سے مطالعہ کے بعد ان کے شروط بیان کئے ہیں ان میں دو کتابیں زیادہ اہم ہیں یعنی شروط الائمة الستة للمقدسی اور شروط الخمسة للحازمی علاوہ ازیں اصول حدیث کی کتابوں سے رہنمائی ہوتی ہے چنانچہ امام ترمذی کی شروط پر بحث کرتے ہوئے مقدسی لکھتے ہیں :

امام ترمذی نے علل الجامع میں بعض اشارات دیئے ہیں جن سے ان کی شروط کے جاننے میں مدد ملتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ لکھتے ہے:

(۱) وجمیع ما فی ھذا الکتاب من الحدیث فھو معمول بہ وقد اخذ بہ بعض اھل العلم ما خلا حدیثین۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو فی الجملہ معمول بہا ہیں یعنی ہر وہ حدیث جس سے کسی مُستدل نے استدلال کیاہے۔ یا کسی عالم نے احتجاج کیا ہے وہ امام ترمذی کی شرط پر ہے اس شرط میں وسعت ہے لیکن واہی اور موضوع حدیث سے اجتناب کیا ہے کیونکہ ائمہ ان سے احتجاج نہیں کرتے۔

(۲) استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ امام ترمذی کی شرط یہ ہے کہ:

"وہ طبقہ رابعہ اور خامسہ کی احادیث بھی لے آئے ہیں یعنی جن کو اپنے شیوخ کی احادیث سے ممارست نہیں ہے اور غائلہ جرح سے بھی محفوظ نہیں ہیں" (۴۶)

گویا امام ترمذی پہلے اور دوسرے طبقہ کی روایت لانے میں بخاری اور مسلم کے ساتھ شریک ہیں اور تیسرے طبقہ کی احادیث لانے میں بھی جن کے بعض رجال سے امام مسلم نے بھی روایت کی ہے۔

لیکن امام ترمذی نزول کے ساتھ تیسرے طبقہ کی روایات بکثرت لاتے ہیں اور پھر ایک درجہ اور نزول کرکے چوتھے طبقہ کی روایات بھی درج کی ہیں۔

کتبِ ستہ میں جامع ترمذی کا مقام:

اس سے معلوم ہوا کہ جامع ترمذی کا مرتبہ صحیحین سے کم ہے یعنی اول بخاری پھر مسلم اور اس کے بعد ترمذی کا مقام ہے۔ اور ترمذی صحیحین کے بعد تیسری کتاب ہے لیکن بعض نے طبقہ رابعہ کی احادیث پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ابوداؤد اور نسائی کو تیسرا درجہ اور ترمذی کو چوتھا درجہ پر رکھا ہے۔ امام سیوطی، علامہ ذہبی سے نقل کرتے ہیں:

انحطت رتبۃ جامع الترمذی عن سنن ابی داؤد و النسائی لاخراجہ حدیث المصلوب و الکلبی و امثالھما

یعنی متہم بالکذب رواۃ کی حدیث درج کی ہے لیکن یہ احتذار تو ابوداؤد میں بھی موجود ہے جیسا کہ بیان کر آئے ہیں۔ یعنی طبقۂ رابعہ کے علاوہ الکلبی اور المصلوب جیسے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں اور پھر اس پر تنبیہ بھی نہیں کی اور امام ترمذی جب اس قسم کے رواۃ سے حدیث لاتے ہیں تو اس پر تنبیہ بھی کردیتے ہیں اور بیان کے ساتھ ایسی روایات لانا کوئی عیب نہیں ہے چنانچہ ابنِ رجب شرحِ علل میں لکھتے ہیں:

وقد شارکہ ابو داؤد فی التخریج عن کثیر من ھذہ الطبقۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مع السکوت علی حدیثهم کاسحاق بن ابی فروۃ وغیرہ

حالانکہ اس اسحاق کے متعلق امام بخاری نے تاریخ کبیر میں لکھا ہے۔ (۴۷)

"ترکوہ"

اور ابن ابی حاتم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

لاتحل الروایة عندی عن اسحاق بن ابی فروۃ

یحییٰ بن معین اسے کذاب اور ابو حاتم نے متروک الحدیث کہا ہے۔ (۴۸) اور تقریب میں ہے۔

"متروک من الرابعہ"......!

اس اعتبار سے یہ دونوں کتابیں برابر کی حیثیت میں ہیں لیکن امام ترمذی کو ایک دوسری جہت سے ابوداؤد پر فوقیت حاصل ہے۔

"امام ترمذی ان رواۃ پر تنبیہ کردیتے ہیں اور ان کا ضعف بیان کردیتے ہیں
لیکن ابوداؤد نے اس قسم کے بہت سے رُواۃ سے سکوت کیا ہے"

لہٰذا اس کو تیسرے درجہ پر رکھنا قرین قیاس ہے جیساکہ حاجی خلیفہ لکھتے ہیں:

وھو ثالث الکتب الستة فی الحدیث

جامع ترمذی کے رواۃ:

علماءِ حدیث کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کتب حدیث کو ان کے مصنفین سے اسناد کے ساتھ نقل کرتے جب کہ ایک حدیث عن فلاں عن فلاں نقل کی جاتی ہے اور قبول حدیث کے لئے جو شروط مقرر ہیں نقلِ کتب کے لئے بھی وہی شرط لگاتے۔

اس میں کتبِ حدیث کو ان کے مصنفین کی طرف نسبت میں بہت بڑا احتیاط اور تحفظ تھا اور کوئی بھی کتبِ مصنفہ کو خراب نہیں کرسکتا تھا۔

شیوخ اور تلامذہ کا بھی علم ہوجاتا ہے اور جیساکہ کسی نے کہا ہے "یعرف الشیخ من التلامذہ" شیخ کا مرتبۂ علمی بھی سامنے آجاتا، علومِ اسلامیہ کی حفاظت کا یہ بڑا ذریعہ بھی تھا اور اس سے سلف کی کتابوں کو غلط نسبت اور تحریف سے بچاؤ کی صورت تھی۔

پھر جب کتبِ حدیث نقل تواتر کے ساتھ نشر ہوگئیں اور شرح و ضبط کے ساتھ متداول ہوگئیں تو اَسناد سے بے نیاز ہوگئے اور ان کی روایت کے لئے صرف اِجازہ پر اکتفاء کرلیا گیا اور اب تک علماء بطریقِ اجازہ ہی روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ اس سے ایک تو اسناد کا سلسلہ قائم ہے اور دوسرے سلف صالحین کی اتباع ہے۔ (۴۹)

اس رسم اجازہ اور اسناد کی ظاہری حیثیت کو قائم رکھنے کے لئے روایتُ الکتب بالاسانید کی شکل کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قائم رکھا گیا چنانچہ جیساکہ ہم نے صحیحین اور ابوداؤد کے نسخوں پر بحث کی ہے جو اصحاب کتب سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہیں اس طرح ہم جامع ترمذی کے نسخوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

تذکروں کے تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ الجامع للترمذی کے چھ رُواۃ ایسے ہیں جنھوں نے امام ترمذی سے کتاب کا سماع کیا اور اس کی روایت کی اور وہ بالاسناد ہم تک پہنچی ہے حافظ ابو جعفر بن زبیر نے اپنے "برنامجہ" میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (۵۰)

چنانچہ لکھتے ہیں:

روی هذا الكتاب عن الترمذی ستة رجال فيما علمته: ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب، و ابو سعيدالهيثم بن كليب الشاشی، و ابو ذر محمد بن ابراهيم، و ابو محمد الحسن بن ابراهيم القطان، و ابو حامد احمد بن عبدالله التاجر، و ابوالحسن الواذری

۱) ابوالعباس المحبوبی کی روایت مشہور اور متداول ہے اور جامع کے مطبوعہ نسخے اسی کے ساتھ شروع کئے گئے، جب کہ ہم نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب "الارشاد الی مہمات الاسناد" میں اس کو مفصل ذکر کیا ہے۔

۲) روایۃ الہیثم بن کلیب الشاشی۔ ابوبکر محمد بن خیر الاشبیلی نے اس سند کے ساتھ جامع ترمذی کی بعض احادیث اور کتاب العلل کو روایت کیا ہے اور ترمذی تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۳) روایۃ ابی ذر محمد بن ابراہیم:

علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستۃ الصحاح" میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جامع ترمذی ابوذر کے طریق سے روایت کی ہے۔

۴) روایۃ الحسن بن ابراہیم القطان۔ ابن خیر اشبیلی نے اپنے فہرسہ میں اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ (۵۱) اور ابی محمد بن عتاب کے طریق سے ان تک اپنی اسناد ذکر کی ہے۔

۵) ابو حامد التاجر۔ ابن خیر نے فہرسہ میں اپنی اسناد کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے اور زبیدی نے "اسانید الکتب الستۃ" میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن زبیدی نے اپنی اسناد ذکر نہیں کی۔

۶) ابوالحسن الواذری۔۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصنف سے اس کتاب کی نقل صحتِ اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے ابوعبداللہ الفسوی کے اس قول کا رد ہو جاتا ہے۔

لايصح سماع احد في هذا المصنف عن ابي عيسى ولا روايته عنه

یہ روایت ابو محمد بن عتاب کے طریق سے مروی ہے تو اس کی تردید کے لئے یہی کافی ہے کہ ابو عبداللہ بن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے جامع ترمذی کی روایت اسنادِ متصل کے ساتھ ذکر کی ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی کوئی چیز ذکر نہیں کی لہٰذا انقطاع کا دعویٰ باطل ہے خواہ اس کا قائل کے باشد [52]

(۴) جامع ترمذی کے معروف نسخے:

اب ہم الجامع للترمذی کی روایات اور اس کے مشہور نسخوں کا ذکر کرتے ہیں امام ترمذی سے بہت سے علماء اور محدثین نے حدیث میں ان کی تالیفات کا سماع کیا مگر چھ تلامذہ خاص طور پر وہ ہیں جو جامع ترمذی کے رواۃ کی حیثیت سے ذکر کئے جاتے ہیں۔ ان نسخوں کا تذکرہ ابو جعفر ابن الزبیر نے اپنے برنامجہ میں کیا ہے، اور علامہ سیوطی نے قوت المغتذی میں ان سے نقل کیا ہے، محدث مبارکپوری شارح ترمذی نے مقدمہ تحفۃ الاحوذی (ص ۱۷۸) میں امام سیوطی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱) ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبي المتوفی ۳۴۶ھ
۲) ابو سعید الہیثم بن کلیب الشاشی ۳۳۵ھ
۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی
۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان
۵) ابو حامد احمد بن علی التاجر
۶) ابو الحسن الواذری

اب ہم ان کے تراجم اور ان کے سماعات کا ذکر کرتے ہیں۔

(۱) ان روایات میں سب سے زیادہ مشہور اور متداول روایت محبوبي کی ہے ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب بن فضیل المعروف بہ محبوبي، مَرو کے مشہور تاجر تھے اور انہوں نے امام ترمذی سے الجامع کا سماع کیا تھا۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں:

واشتهر من اهل مرو بروایة کتاب الجامع للترمذی ابو العباس محمد بن احمد بن محبوب التاجر شیخ اهل الثروة من التجار بخراسان والیه کانت الرحلة لسماع الترمذی [53]

اور النجوم الزاهرة میں ہے:

محدث وسماعاته مضبوطة وکان ذا ثروة ومال

علامہ ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان کو "مسندِ مرو" درئیسۃ لکھا ہے [54] اور العبر میں ہے کہ انہوں نے ۹۷ سال عمر پائی، امام ترمذی کے علاوہ سعید بن مسعود صاحبِ نضر بن شمیل اور ان کے ہم طبقہ سے روایت کا شرف حاصل ہے ۳۴۶ھ میں وفات پائی۔

علامہ ذہبی اعلام النبلاء (ج ۱۵ رقم ۳۱۵) میں لکھتے ہیں:

وکانت رحلته الی ترمد للقی ابی عیسی فی خمس وستین ومائتین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وھو ابن ست عشرۃ سنۃ

اور پھر الجامع کے سماع کے لئے طلبہ نے ان کی طرف رحلت کی اور ان سے ابو عبداللہ الحاکم، ابن مندہ، عبدالجبار الجراحی اور ان کے مولی اسماعیل بن نیال نے سماع کیا، اور ان کے اصحاب میں سے اسماعیل بن نیال نے سب سے آخر میں وفات پائی اور ابن نیال نے اپنی مرویات کی ابوالفتح الحداد کو اجازت دی (۵۵) محبوبی سے جامع ترمذی کی روایت ابو محمد عبدالجبار اور ان کے لڑکے ابو محمد عبداللہ بن ابی العباس نے کی۔

۲) جامع ترمذی کے دوسرے راوی ابو سعید الہیثم بن کلیب بن سریج بن معقل الشاشی الترکی صاحب المسند الکبیر" ہیں۔

ذہبی لکھتے ہیں:

> ان کو ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، زکریا بن یحییٰ المروزی، ابو جعفر محمد بن عبداللہ المنادی، ابراہیم بن عبداللہ القصار اور ان کے ہم طبقہ سے سماع حاصل ہے اور ان سے ابن مندہ اور منصور بن نصر الکاغذی، حمدان بن علی الوراق اور دیگر محدثین کو سماع حاصل ہے، اصل میں مرو کے رہنے والے تھے سمرقند میں ۳۳۵ھ میں فوت ہوئے۔

۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم بن محمد الترمذی

۴) ابو محمد الحسن بن ابراہیم القطان

۵) پانچویں راوی ابو حامد احمد بن علی التاجر ہیں۔

ذہبی نے ابن حسنویہ کے ترجمہ میں لکھا ہے۔ (۵۶)

> الشیخ المعمر الشھیر ابو حامد احمد بن علی بن الحسن بن شاذان النیسابوری التاجر السفار۔
>
> قال الحاکم: سمع من ابی عیسی الترمذی جملۃ من مصنفاتہ و قال ابن عساکر وروی عن مسلم بن الحجاج

(۶) ابوالحسن الواذری

نسخۂ محبوبی:

یہاں ہم تفصیل سے نسخۂ محبوبی کی روایت اور سلسلۂ سند شاہ ولی اللہ دہلوی تک ذکر کریں گے، آئندہ ۸، ۹ صفحات کو یہی بحث محیط ہے۔

پھر محبوبی سے بہت سے رواۃ ملتے ہیں ان میں ابو محمد عبدالجبار بن عبداللہ بن ابی الجراح الجراحی (۳۳۱- ۴۱۲ھ) کی روایت معروف ہے جو جامع ترمذی کے دیباچہ میں مذکور ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذہبی لکھتے ہیں:(57)

شیخ صالح اور ثقہ تھے، ھراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابوالعباس محبوبی سے جامع ترمذی روایت کی ان سے بہت سے لوگوں نے روایت کی جن میں مندرجہ ذیل معروف ہیں۔

1) ابوعامر محمود بن القاسم الازدی
2) احمد بن عبدالصمد الغورجی
3) عبدالعزیز بن محمد الترياقی
4) شیخ الاسلام ابواسماعیل عبداللہ بن محمد
5) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

چنانچہ ابو محمد عبدالجبار بن عبداللہ بن ابی الجراح الجراحی ۴۱۲ھ کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں:(58) الشيخ الصالح الثقة مسند مرو

ھراۃ میں سکونت اختیار کی اور ابوالعباس محبوبی سے ترمذی کی روایت کی۔ ان پر بہت سے علماء نے اس کتاب کی قراءۃ کی جن میں خاص طور پر حسب ذیل محدثین قابل ذکر ہیں:

1) ابوعامر محمود بن القاسم الازدی
2) احمد بن عبدالصمد الغورجی
3) عبدالعزیز بن محمد الترياقی
4) ابواسماعیل عبداللہ بن محمد شیخ الاسلام
5) محمد بن محمد العلائی وغیرھم

ہمارے ہاں متداول ترمذی کے دیباچہ میں پہلے تین رواۃ مذکور ہیں۔ مؤتمن بن احمد ساجی کا بیان ہے کہ حسین بن احمد الصفار نے اس جامع کو ابوعلی محمد بن محمد بن یحیٰ القراب عن المؤلف روایت کیا ہے جن سے قاضی ابو منصور محمد بن محمد الازدی اور ان کے ہم شکل محدثین نے سماع کیا۔ ابو عامر الازدی کا بیان ہے۔

سمعت جدی ابا منصور القاضي يقول: اسمعوا فقد سمعنا هذا الكتاب منذ سنين وانتم تساوو ننا فيه الان

شیخ الاسلام انصاری نے بھی الجراحی سے جامع ترمذی کا سماع کیا اور یہ سماع ۴۱۰ھ کی حدود میں ہے اور یہ وہ شیخ الاسلام انصاری ہیں جنھوں نے ابو محمد الجراحی سے بالاجازۃ روایت کی ہے۔

اب ہم جامع ترمذی کو روایت کرنے والے پہلے راوی ابوالعباس محبوبی، ان سے روایت کرنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے الجراحی کے تین رواۃ کا تذکرہ کرتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) ابو عامر محمود بن القاسم الازدی۔ یہ قاضی کبیر ابو منصور محمد بن محمد الازدی العلی کے حفید ہیں، جو کہ مہلب بن ابی صفرۃ المہلبی کی اولاد سے تھے، اور ابو محمد الجراحی سے جامع ترمذی کے راوی ہیں۔ اور ان کے اپنے جد محترم قاضی ابو منصور سے بھی سماع حاصل ہے۔ سبکی لکھتے ہیں:[۵۹]

وکانت الرحلة اليه من الاقطار و القصد لاسانيده

اور ابو جعفر بن ابو علی الہمذانی (۵۳۱ھ) بھی ان سے راوی ہیں[۶۰] ۴۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ پھر ابو عامر الازدی سے مؤتمن ساجی، محمد بن طاہر، ابو نصر البونارتی، ابو العلاء صاعد بن سیار، زاہر الشحامی، اور ابو عبداللہ الفراوی نے روایت کیا ہے ان میں ابو الفتح نصر بن سیار سب سے آخر میں فوت ہوئے ہیں۔

(۲) احمد بن عبد الصمد الغورجی[۶۱] ابو بکر التاجر المتوفی ۴۸۱ھ

موصوف ابو محمد عبد الجبار الجراحی سے دوسرے راوی ہیں، ذہبی نے ان کو المحدث الصادق لکھا ہے، ان سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح کروخی وغیرہما نے الجامع روایت کی ہے۔

(۳) عبد العزیز بن محمد التریاقی ۴۸۳ھ ابو نصر[۶۲]

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

سماع جامع ابی عیسی عن الجراحی، سوی الجزء الاخیر (او له مناقب ابن عباس) فا نه سمعه من ابی المظفر عبیدالله بن علی الدهان بسماعهم من الجراحی

پھر تریاقی سے مؤتمن ساجی اور ابو الفتح عبد المالک الکروخی نے جامع ابی عیسیٰ روایت کی اور تریاقی نے قاضی ابو منصور الازدی اور حافظ ابو الفضل الجارودی سے بھی روایت کی ہے۔

چنانچہ امام ترمذی سے تریاقی تک کا سلسلہ روایت یوں ہے:

ابو العباس محمد بن احمد المحبوبی، ان سے ابو محمد عبد الجبار بن عبداللہ الجراحی، ان سے عبد العزیز التریاقی نے روایت کی ہے۔ تریاقی سے ابو الفتح عبد المالک الکروخی اور مؤتمن ساجی نے روایت کی ہے۔ جس میں سے ابو الفتح کا تذکرہ ذیل میں دیا جاتا ہے:

(۴) ابو الفتح عبد المالک بن ابی القاسم عبداللہ بن ابی سہل بن القاسم بن ابی منصور الکروخی الہروی[۶۳] (۵۴۸ھ)

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

حدث بـ "جامع ابی عیسی الترمذی" عن القاضی ابی عامر الازدی واحمد بن عبدالصمد الغورجی و عبدالعزیز بن محمد ابو نصر التریاقی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوی الجزء الاخیر فلیس عندالتریاقی فسمعه من المظفر عبیدالله بن علی الدهان بسماعهم من الجراحی

اس ابوالفتح کو ابو اسماعیل انصاری، محمد بن علی العمیری وغیرھما سے بھی سماع حاصل ہے ان سے جماعتِ کثیرہ نے روایت کی ہے جن میں سمعانی، ابن طبرزذ وغیرھما بھی شامل ہیں۔

علامہ سمعانی لکھتے ہیں:

"قرأت علیه جامع الترمذی وکتب به نسخة بخطه ووقفها"

اس کے بعد مکہ میں مجاورت اختیار کرلی ترمذی کے نسخے اُجرت پر لکھ کر فروخت کرتے اور روزی کماتے، نیز علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

وهو ممن اجاز فی اجازة النشتبری

ہمارے شیخ ابن الظاهری نے شتبری پر جامع ابی عیسیٰ کی قراءۃ کی ہے اور "جامع" ترمذی کو عمر ابن کرم نے بالا جازۃ کروخی سے روایت کی ہے پس کروخی جامع ترمذی کی روایت میں حافظ ابو علی بن سکرۃ کے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوالفتح الکروخی سے روایت کرنے والے دو راوی یہ ہیں:

(i) ابوالمظفر عبیداللہ بن علی الدھان

(ii) ابن طبرزذ۔ عمر بن محمد بن معمر بن احمد بن یحییٰ بن حسان ابو حفص المعروف بابن طبرزذ البغدادی (۵۱۶-۶۰۷ھ)

مشہور محدث تھے، سماعِ حدیث میں عالی الاسناد تھے، ابن خلکان لکھتے ہیں: (۶۴)

طاف البلاد و افاد اهلها و ألحق الاصاغر بالاکابر وطبق الارض بالسماعات والاجازات

اسی طرح حافظ ابن کثیر "البدایۃ" میں لکھتے ہیں: (۶۵)

سمع الکثیر واسمع

علامہ ذہبی لکھتے ہیں۔ (۶۶)

الشیخ المسند الکبیر الرحلة ابوحفص عمر بن محمد ....

ویعرف بابن طبرزذ........ وحصل اصولا وحفظها

ابن نقطہ التقیید میں لکھتے ہیں:

سمع السنن (لابی داؤد) من ابی البدر الکرخی بعضها ومن مفلح الدومی بعضها و سمع الجامع (للترمذی) من ابی الفتح الکروخی وهو مکثر صحیح السماع ثقة فی الحدیث ...وکان مسند اهل زمانه

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن الدبیثی لکھتے ہیں :

وجمعت لی "شیخة" عن ثلاثة و ثمانین شیخا، و حدث بها مرارا و أملی مجالس بجامع المنصور (٦٧)

ابن النجار، المنذری الزکی عبدالعظیم وغیرھما نے ان سے روایت کی ہے۔

پھر ابن طبرزد سے الفخر بن احمد البخاری نے بھی الجامع للترمذی روایت کی۔ بعد کی سند شاہ ولی اللہ تک یوں ہے :

(۱) الفخر بن احمد البخاری ۶۹۰ھ

(۲) عمر بن الحسن المراغی ۷۷۸ھ

(۳) العز عبدالرحیم بن محمد الفرات ابو محمد (م ۸۷۰ھ)

(۴) الزین زکریا الانصاری ۹۲۶ھ

(۵) ابو بکر محمد بن احمد النجم الغیطی ۹۸۴ھ

(۶) الشہاب احمد بن خلیل السبکی ۱۰۳۲ھ

(۷) سلطان بن احمد بن سلامۃ المزاحی المصری ۱۰۷۵ھ

(۸) ابراہیم بن حسن الکردی الکدرانی المتوفی ۱۱۰۱ھ

(۹) ابو طاہر محمد المدنی الکروی ۱۱۴۵ھ

(۱۰) شاہ ولی اللہ الدھلوی ۱۱۷۶ھ

ان دس رواۃ کا تذکرہ مختصرا مندرجہ ذیل ہے :

(۱) ابو الحسن فخرالدین علی بن احمد بن عبدالواحد ابن قدامہ المقدسی الحنبلی ۵۵۶ھ میں پیدا ہوئے، حافظ ابن کثیر نے البدایۃ (۱۳/۳۲۴) میں لکھا ہے:

ھو المسند المعمر الرحالة فخر الدین سمع الکثیر و تفرد بروایات کثیرة لطول عمره و خرجت له مشیخات توفی ۶۹۰ھ

ان کی "معجم اشی المقاصد واعظم الموارد" معروف ہے جس میں ۲۵ محدثین اور محدثات کا ذکر ہے(۶۸)

(۲) عمر بن حسن بن مزید بن امیلہ المراغی ثم الحلبی (۶۷۹ھ - ۷۷۸ھ)

حافظ ابن حجر، ان کے متعلق لکھتے ہیں :

عمر بن حسن المعروف بابن امیلة مسند العصر کان صبورا علی الاسماع و حدث بالکثیر نحوا من خمسین سنة تفرد بکثیر من مروياته

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كتب عنه الذهبي في معجمه (٦٩)

(٣) ابو محمد عبدالرحيم بن ناصر الدين علي بن الحسين ابن الفرات

القاضي عزالدين عبدالرحيم الامام "مسند المعمر المحدث

الرحلة المؤرخ المعروف بابن الفراب حدث سنين و تفرد بعوال و سمع

منه الاعيان والفضلاء

ابن تغری بردی النجوم الزاھرۃ میں لکھتے ہیں:

واجازلي بجميع مسموعاته و مروياته توفي سنة ٨٥١ھ (٧٠)

(٤) الزين زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری الخزرجی القاھری (٨٢٣ھ - ٩٢٤ھ)

قال الغيطي هو شيخنا و شيخ مشائخ الاسلام بقية العلماء الاعلام

ابو يحيى زكريا الانصاري

موصوف کثیر التلامذۃ تھے جن میں شہاب الدین احمد الرملی (٩٥٧ھ) شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المتوفی ٩٧٣ھ، عبدالوھاب الشعرانی المتوفی ٩٧٣ھ، محمد بن احمد الرملی ٩٤٣ھ، وغيرهم و له تصانيف منها شرح مسلم بن الحجاج و شرح الجامع الصحيح للبخاری، فتح الباقي شرح ألفية العراقي وغيرها

ترجمته في البدر الطالع ٢/ ٢٥٢، فهرس الفهارس ١/ ٣٤٢، الضوء اللامع ٣/ ٢٣٤

(٥) محمد بن احمد علی بن ابی بکر الغیطی السکندری ثم المصری (٩١٠ھ - ٩٨١ھ)

الفتي و درس في حياة مشائخه و معجم شيوخه يتضمن سبعا و عشرين (٧١)

(٦) شہاب الدین احمد بن خلیل السبکی المصری الشافعی

شیخ شمس الدین صفوی مقدسی کے زیر تربیت رہے، شیخ شمس الدین الرملی سے تحصیل علوم کی اور شیخ نجم الدین غیطی او ان کے ہم طبقہ سے حدیث اخذ کی۔ ١٠٣٢ھ میں رحلت فرمائی جبکہ آپ کی عمر ٩٣ سال کے قریب تھی شیخ سلطان مزاحی ۔ر شمس الدین بابلی تلامذہ میں مشہور ہیں، قاضی عیاض کی "الشفا" پر شرح لکھی ہے۔

حالات کے لئے خلاصۃ الاثر، ج ١ ص ١٨٥، ہدیۃ العارفین ج ١ ص ٤٧٩

(٧) سلطان بن احمد المزاحی، مصر میں قریہ منیہ مزاح میں پیدا ہوئے، حدیث کی تحصیل شیخ نور الدین زیادی اور احمد بن خلیل سبکی سے کی، محبی کے والد شیخ فضل اللہ اپنی رحلۃ میں لکھتے ہیں:

شيخ القراء با لقاهرة على الاطلاق و مرجع الفقهاء بالاتفاق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصۃ الاثر میں محبی لکھتے ہیں:

امام الائمة، بحر العلوم و سید الفقهاء خاتمة الحفاظ

تاج العروس میں مرتضیٰ لکھتے ہیں:

حدثنا عنه شيوخ مشائخنا توفى ١٠٧٥هـ

علامہ شمس الدین بابلی اور عبدالباقی زرقانی و غیرھما نے ان سے اکتساب فیض کیا "رسالہ القراءات الاربعۃ علی العشرۃ" ان کی تالیف ہے[۴۲]

خلاصۃ الاثر ۲/۲۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/۳۹۴، تاج العروس مادہ (م ز ح)

(۸) الشیخ ابراہیم بن حسن بن شہاب الدین الشہرزوری الکردی الکورانی ولادت ۱۰۲۵ھ اپنے پدر بزرگوار کے علاوہ دیگر شیوخ سے علوم دینیۃ حاصل کئے، دو سال بغداد میں رہے پھر چار سال شام میں گذار کر مصر ہوتے ہوئے حرمین پہنچ گئے اور یہاں شیخ قشاشی سے روابط قائم کرلئے شیخ نے ان کو تمام مرویات کی اجازت دی اور اپنی دختر صالحہ کا ان سے عقد کردیا، شاہ ولی اللہ دہلوی نے الانتباہ میں اور زبیدی نے تاج العروس (ش ھ ر) میں ان کے حالات جمع کئے ہیں۔

ومن المتاخرين شيخ مشائخنا ابوالعرفان ابراهيم بن حسن الكردى.... قدم المدينة ولازم القشاشي و اجتمع في مصر عند مروره بهامع الشهاب الخفاجي و الشيخ سلطان و غيرهم، و قد حدثنا عنه شيخنا محمد بن علاء الدين الزبيدى بالكتابة، و احمد بن على الدمشقي بالاجازة العامة توفي بالمدينة سنة ١١٠١هـ

نیز مادہ (کور) میں لکھتے ہیں:

كوران من الاكراد خرج منهم طائفة كبيرة من العلماء و المحدثين خاتمتهم شيخ شيوخنا العلامة ابوالعرفان ابراهيم بن حسن نزيل المدينة الطيبة

ترجمہ کے لئے خلاصۃ الاثر للمحبی ۱/۳۴۵، سلک الدرر آفندی ۱/۵،۶

حصر الشارد میں شیخ عابد سندھی لکھتے ہیں:

اخذ العلوم العقلية و النقلية و التفسير و الفقه في بلده و غالب اخذه على الملا محمد شريف الكوراني ثم رحل الى العرب و اخذ الحديث من اهله كالشيخ العلامة سلطان المزاحي و استوطن المدينة و اخذ التصوف عن الشيخ احمد القشاشي

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاضی شوکانی نے البدر الطالع (۱۲/۱) میں ان کے حالات جمع کیے ہیں۔ ان کی کتاب الامم لایقاظ الھمم معروف ہے جو دراصل ان کی معجم ہے شیخ ابو طاہر الکورانی کا قول ہے۔

الامم و الکفایة للعجمی ان کلامنھما کاف لوصل اسانید غالب الکتب المتداولة وفیھما الغنیة لاھل زماننا

علاوہ ازیں ان کی پچاس کتب اور ہیں دیکھئے انسان العین فی مشائخ الحرمین، الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

سلک الدرر، البدر الطالع ۱/۱۱-۱۲، تاج العروس مادہ "کور"، فہرس للکتانی ۱/۲۲۹، ھدیة العارفین ج ۱ ص ۳۵

(۹) شیخ محمد عبد السمیع ابو طاہر الکردی جمال الدین

۱۰۸۱ھ کو مدینہ منورہ میں مولود ہوئے تمام علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے پدر بزرگوار سے اخذ کئے اور محدث محمد بن عبد الرسول برزنجی ابوالاسرار حسن بن علی عجیمی اور عبد اللہ بن سالم بصری سے حدیث کا سماع کیا اور حرم میں درس دینا شروع کر دیا، شاہ ولی اللہ نے انسان العین میں ان کے حالات درج کئے ہیں وہ لکھتے ہیں:

(منجملہ شیخ محمد بن سلیمان مغربی اخذ کرد نیز کتب ادبیہ از سید احمد بن ادریس مغربی خواند و فقہ شافعی از شیخ علی طولونی مصر گرفت و علم حدیث از والد خود و حسن عجیمی گرفت بعد ازاں از احمد نخلی و بینھم بصری شمائل خواند و از دے مسند احمد استماع کرد و از شیخ عبد اللہ لاہوری و کتب ملا عبد الحکیم سیالکوٹی از دے روایت کنند عن الشیخ عبد اللہ للبیت عن الشیخ عبد الحکیم و کتب شیخ عبد الحق دہلوی بخمس واسطہ از مولانا عبد الحکیم روایت کند و از شیخ سعید کوکنی بعض کتب و فتح الباری خواند)

اور سلک الدرر میں مرادی نے بھی ان کو (کان عالما فقیھا) لکھا ہے اور شیخ عابد سندھی نے حضرات رد میں ان کو (الشیخ العلامہ) لکھا ہے دیکھئے فہرس الفھارس ۱/۳۷۳، الیانع الجنی ص ۲۰، حصر الشارد اتحاف النبیہ، سلک الدرر ۲/۲۷، انسان العین فی مشائخ الحرمین ص ۱۳-۱۴

(۱۰) احمد ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین العمری الدھلوی (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ)

تمام علوم اپنے والد محترم عبد الرحیم سے حاصل کئے اور ۱۱۴۴ھ میں مدینة النبی پہنچ کر علماء حرمین سے علوم حدیث حاصل کئے جن میں سب سے بڑے شیخ محمد ابو طاہر الکردی تھے اور آپ کے رفیق سفر شیخ محمد عاشق پھلتی بھی تھے، چنانچہ شاہ صاحب کی سند میں ان کا نام بھی درج ہے، اور آپ کے خالو شیخ عبد اللہ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ام بھی مذکور ہے آپ کی تالیفات میں فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر والمسوی و المصفی فی شرح الموطا و حجۃ اللہ البالغۃ وغیرھا تقریباً ۲۵ کتابیں ہیں۔ حیات ولی از رحیم بخش دہلوی میں آپ کے خاندان کا تعارف بتمامہ موجود ہے۔ فہرس الفہارس ۲/۷ ۴۳، والفرقان شاہ ولی اللہ نمبر، ابجد العلوم ص ۹۱۲ اور اتحاف النبلاء ص ۴۲۸ میں آپ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں۔

۱۱) شاہ عبدالرحیم دہلوی۔ شاہ عبدالرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی المتوفی ۱۱۳۱ھ
بتدائی کتابیں اپنے چچا شیخ ابوالرضا محمد دہلوی سے پڑھیں پھر علامہ محمد زاہد بن قاضی محمد اسلم الھروی کے معقولات کا درس لیا یہ محمد زاہد اپنے والد کے تلمیذ تھے اور مرزا احمد فاضل بدخشی سے حدیث کا درس لے چکے تھے۔

مرزا محمد فاضل بدخشی ثم لاہوری عین القضاۃ ہمدانی کی نسل سے تھے اور کابل میں ملا محمد صادق حلوانی اور مرزا جان شیرازی سے، (مرزا جان شیرازی کا پورا نام شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ علوی دہلوی ہے اور مرزا جان شیرازی کے عرف سے معروف ہیں) یہ شیخ محمود شیرازی ۹۳۲ھ کے تلمیذ تھے اور علامہ جلال الدین دوانی کی کتابوں کے بیک واسطہ راوی ہیں اور علامہ دوانی کا پورا نام محمد بن اسعد بن محمد بن عبدالرحیم البکری الدوانی المتوفی ۹۲۸ھ

علامہ شوکانی نے البدر الطالع (۲/ ۱۳) میں ان کے حالات درج کئے ہیں نیز دیکھئے النور السافر عیدروسی، تاج العروس (دون) الفوائد البھیۃ ص ۸۹ اور علامہ الکتانی کی فہرس الفہارس

شیخ محمد افضل بن محمد معصوم بن احمد سیالکوٹی ثم الدہلوی
مجدد الف ثانی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور حرمین پہنچ کر محدث سالم بن عبداللہ بصری سے حدیث کی سند حاصل کی اور دہلی میں سکونت اختیار کی شاہ ولی اللہ دہلوی شیخ مظہر جانجاناں وغیرھما نے ان سے روایت حدیث کی سند لی ہے۔ مقامات مظہریہ میں ان کے حالات مذکور ہیں نیز سید عبدالحئی نے بھی نزھۃ الخواطر (۶/ ۲۸۰) میں ان کا ترجمہ لکھا ہے

۔ یہاں تک تو ترمذی کے نسخہ محبوبی کی سند کے متعلقات ذکر ہوتے ہیں باقی پانچ نسخوں کے متعلق مختصراً عرض ہے۔

(۲) الہیثم بن کلیب الشاشی (۴۳) ان کی روایت فہرسہ ابن خیر میں مذکور ہے۔ الجامع اور کتاب العلل کی بعض احادیث ذکر کی ہیں اور الترمذی تک اپنی سند بیان کی ہے۔ علامہ ذہبی نے النبلاء (۱۳/ ۲۷۲) میں الہیثم کو راوی الشمائل عن الترمذی قرار دیا ہے یعنی روای راوی نہیں کہا اور تذکرہ (۳/ ۸۴۸) میں لکھا ہے۔

سمع ابا عیسی الترمذی المتوفی ۳۳۵ ابو سعید الھیثم بن کلیب بن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریح بن معقل المعقلی الشاشی محدث ماوراء النهر و مؤلف المسند الکبیر

(۳) ابو ذر محمد بن ابراہیم: ابو ذر کی روایت علامہ مرتضٰی زبیدی نے اپنی کتاب "اسانید الکتب الستۃ الصحاح" میں ذکر کی ہے اور فہرسہ ابن خیر میں بھی لکھا ہے:

وانا اروی الجامع للترمذی عن ابی ذر

(۴) حسن بن ابراہیم القطان: ابن خیر نے الفہرسۃ میں ذکر کیا ہے بواسطۃ ابی محمد بن عتاب راجع، ص ۱۲۱

(۵) ابو حامد التاجر: ابن خیر الفہرسۃ والزبیدی اسانید الکتاب الستۃ الصحاح میں یہ روایت ابو زید محمد بن احمد مروزی کے طریق سے ذکر کرتے ہیں۔

(۶) ابو الحسن الواذری: نور الدین عتر اپنے رسالہ "الامام الترمذی والموازنۃ بین الصحیحین" میں لکھتے ہیں:

لم اجد الروایة من طریق الی الان و لعل فی بعض المراجع التی لم یتیسر لنا الان

بہرحال الجامع للترمذی کی صحت نقل اور سلاحت اسناد کے لئے یہی بہت کافی ہے اور اس سے ابو محمد بن عتاب عن ابی عمرو السفاقسی عن ابی عبداللہ القسوی سے جو قول مروی ہے اس کی تردید ہو جاتی ہے کہ قسوی نے کہا۔

لا یصح سماع احد فی هذا المصنف من ابی عیسی ولا روایته عنه

اور اس کی تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ابو عبداللہ ابن عتاب اور اس کے والد ابو محمد نے اس کتاب کی اسناد ذکر کی ہے اور کسی نے بھی اس وہم کو ذکر نہیں کیا لہٰذا انقطاع کا یہ دعویٰ باطل ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ محبوبی کی روایت کے سوا مذکورہ روایات صحت سند سے ہم تک نہیں پہنچ سکیں اور اس شہرت اور تواتر کے بعد ان کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم کی تنقید:

اس سلسلہ میں ابن حزم پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام ترمذی کو ہی مجہول کہہ دیا ہے جسے محدثین نے بالاتفاق رد کر دیا ہے۔ حافظ ذہبیؒ "میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں:

امام ترمذی کی ثقاہت مسلم اور متفق علیہ ہے اور ان کے متعلق حافظ ابن حزم کا قول کہ وہ مجہول ہیں، ناقابل التفات ہے۔ درحقیقت حافظ ابن حجرؒ کو ان کی کتاب جامع اور علل کا علم نہیں ہو سکا[۷۴] اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے بھی ابن حزم کا رد کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ ابن الفرضی نے المختلف والمؤتلف میں امام ترمذی کا تذکرہ کیا ہے اس پر حافظ ابن حزم کی نظر کیوں نہیں پڑی جبکہ وہ بھی مغربی ہیں[۷۵]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامع ترمذی کی دراست

فنُّ الاسناد اور جامع ترمذی:

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ جامع ترمذی کو دوسری کتبِ حدیث سے دو چیزوں میں امتیاز حاصل ہے فن الاسناد یا صناعۃُ الاسناد اور فقہُ الحدیث

اب ہم ان دونوں کی وضاحت کرتے ہیں، پہلے فن الاسناد کو لیتے ہیں جسے علوم الحدیث میں اساسی حیثیت حاصل ہے۔

امام ترمذی نے روایتِ حدیث میں محدثین کا طریق اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب میں احادیث کو اسانید کے ساتھ ذکر کیا ہے اصطلاح میں اس کو اخراج الحدیث کہا جاتا ہے کیونکہ حدیث کی مسندا روایت حدیث کے مخرج کو واضح کر دیتی ہے (ای الطریق الذی اَتیٰ منہ الحدیث وروی بہ) (۷۶)

امام ترمذی نے اپنی کتاب میں حقِ اسناد ادا کیا ہے ایک تو طُرق شمار کیے ہیں، رواۃ کا اختلاف اور اتفاق بتایا ہے، جس سے طرق میں تنوع اور تعدد نظر آنے لگتا ہے۔ الجامع میں متعدد طرق کے ساتھ ایک حدیث کی اسانید جمع کرنے کا کام مصنف نے چار طریقوں سے سرانجام دیا ہے۔

(الف) جمع اسانید الحدیث المتعددۃ فی سیاق واحد

(ب) تعدد الاسانید وذکر المتن عقب الاسناد الاول

(ج) افراد کل اسناد مع متنہ بالروایۃ

(د) الاشارۃ الی الاسانید

پہلی تین صورتیں تو صحیح مسلم اور دوسری کتبِ حدیث میں بھی پائی جاتی ہے لیکن چوتھی صورت میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

(۱) پہلا طریق یعنی سیاق واحد میں طرق حدیث کو جمع کرنا۔

امام ترمذی یہ اس وقت کرتے ہیں جب رواۃ الحدیث کے مراتب ایک سطح کے ہوں اور ان کی روایات میں لفظاً و معنیً اتفاق ہو تو ان کو ایک سیاق میں جمع کر دیتے ہیں اور یہ دو طریق سے کرتے ہیں:

(الف) جب امام کے متعدد شیوخ ہوں اور سب کے اسناد ایک ہوں تو عطف کے ذریعہ شیوخ کو جمع کر دیتے ہیں مثلاً

حدثنا هناد و یوسف بن عیسی قالا حدثنا وکیع الخ

اس میں امام کے دونوں شیخ ثقہ ہیں اس لئے عطف کے ساتھ دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ (۷۷)

پھر اسناد اور متن ذکر کر دیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طُرق کو ایک سیاق میں جمع کرنے کا یہ اسلوب صحیح مسلم میں بہت زیادہ ہے اور صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے لیکن خاص مواضع اور خاص مقاصد کے پیش نظر، جس کی تفصیل ہم الجامع الصحیح میں بیان کر چکے ہیں۔

(ب) جب کسی حدیث کے متعدد طرق ہوں اور وہ اوپر جاکر کسی ایک راوی پر جمع ہوتے ہوں تو تحویل بین الاسانید سے کام لیتے ہیں (٧٨) اور تحویل بین الاسانید کا یہ طریق تقریباً صحیحین اور سنن دونوں میں پایا جاتا ہے اور اس طریق سے اسانید کو جمع کرکے بیان کرنے میں محدثین کے درمیان اتفاق پایا جاتا ہے۔

اختلافُ اللفظ:

لیکن جب رواۃ کے مابین الفاظ میں کچھ اختلاف ہو تو امام ترمذی پھر بھی جمع کردیتے ہیں بشرطیکہ معنی میں تغیر نہ آتا ہو اور کتاب العلل میں روایت بالمعنی کے جواز کو محدثین سے نقل کیا ہے تاہم امام ترمذی نے نہایت احتیاط سے کام لیا ہے اور نہایت یسیر اختلاف کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے۔ یہی حال امام مسلم کا ہے مثلاً

حدثنا فلان و فلان (المعنی واحد) فقالا حدثنا فلان

اور کبھی درمیان میں (واللفظ لفلان) کہہ کر تعیین کردیتے ہیں اور کبھی تمام رواۃ کے الفاظ ذکر کردیتے ہیں (٧٩) اسی طرح بعض مواضع میں صیغ ادا پر تنبیہ کردی ہے مثلاً حدثنا فلان و اخبرنا فلان۔ امام ترمذی نے کتاب العلل میں (حدثنا و اخبرنا) میں اختلاف ذکر کردیا ہے کہ کیا دونوں کا مفہوم ایک ہے یا ان میں فرق پایا جاتا ہے۔ جو محدثین فرق کے قائل ہیں وہ حدثنا کو سماع من الشیخ اور اخبرنا کو قراءۃ علی الشیخ کے ساتھ خاص کرتے ہیں لیکن اکثر محدثین کے نزدیک ایک ہی ہیں اور فرق کے قائل نہیں ہیں۔

(۲) ایک طریق اور متن کو ذکر کردیتے ہیں پھر دوسرے طریق کو ذکر کرکے کہہ دیتے ہیں

نحوہ او مثلہ

جب لفظ میں اختلاف نہ ہو تو (مثلہ) اور اگر لفظ میں اختلاف ہو لیکن معنی ایک ہو تو (نحوہ) کہہ دیتے ہیں۔ (٨٠)

(۳) ہر متن کو اسناد کے بعد ذکر کردیا ہے اور پھر طریق سے اس متن کا اعادہ کیا ہے اور ایسا یا تو الفاظ میں اختلاف کی وجہ سے کیا جاتا ہے اور یا حدیث میں کوئی علت بیان کرنے کے لئے، یہی طریق امام مسلم نے اپنایا ہے چنانچہ "باب الرخصۃ فی الصوم فی السفر" (٨١) میں ابو سعید الخدری والی حدیث ترمذی اور مسلم دونوں تقابل کرکے دیکھ لیں کہ دونوں نے ایک ہی طریق کو اپنایا ہے۔

امام ترمذی ایک ترجمہ کے تحت پہلے معلل روایت کو لاتے ہیں اور پھر صحیح الاسناد حدیث کو ذکر کرتے ہیں، ایسا تعلیل کو بیان کرنے کے لئے کرتے ہیں (٨٢) چنانچہ حافظ ابن رجب شرح العلل میں لکھتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقد اعترض علی الترمذی با نہ فی غالب الابواب یبدأ بالا حادیث الغریبۃ الاسناد غالبا، ولیس ذالک بعیب فا نہ --- رحمہ اللہ --- یبین ما فیہ من العلل ثم یبین الصحیح من الاسناد

گویا مقصود علل کو بیان کرنا ہے اسی لئے امام نسائی کو دیکھئے کہ جب وہ طُرق کا استیعاب کرتے ہیں تو ابتداء معلل طریق سے کرتے ہیں اس کے بعد صحیح طریق کو ذکر کرتے ہیں۔

امام مسلم کا طریق:

اس کے برعکس امام مسلم اپنے قاعدہ کے مطابق ثقات اہل اتقان کی احادیث کو مقدم رکھتے ہیں اور پھر کم درجہ کی روایات کو لاتے ہیں اگر کسی روایت میں علت ہو تو اس کو مؤخر کردیتے ہیں، اور اکثر طور پر موضع علت کو حذف کرکے اختصار سے کام لیتے ہیں۔ (۸۳) مثلاً کتاب القسامۃ میں بشیر بن یسار والی حدیث، جس میں خیبر میں عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ ہے کہ اس میں تمام حفاظ نے بشیر بن سہل سے (خمسین یمینا) ذکر کیا ہے مگر سعید بن عبید کہ اس نے تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے۔ امام مسلم نے اس کی روایت اخیر میں ذکر کی ہے اور مختصر کرکے (وسَاق الحدیث) کہہ کر موضعِ علت کو حذف کردیا ہے۔ (۸۴) اور اس کی علت کو کتاب التمییز میں واضح کیا ہے۔ (۸۵)

(۴) چوتھا طریق بعض اوقات امام ترمذی شہرت کی بنا پر اسانید کی طرف اشارہ کردیتے ہیں مثلاً کبھی ایک سند سے حدیث کا اخراج کرکے دوسرے طرق معلق کرکے صرف موضع الاستشہاد کو ذکر کرتے ہیں۔ (۸۶)

اور کبھی حدیث کو سند کے ساتھ ذکر کرکے آخر میں (وقد رُوی من غیروجہ نحوہ) کہتے ہیں اور یہ طریق تعداد اسانید صرف ترمذی میں پایا جاتا ہے، تاہم صحیح مسلم میں تعداد الاسانید کی کثرت ہے، لیکن وہ اسی اشارہ پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ کچھ اسناد اول سے ذکر کرکے پھر "مثلہ" او "نحوہ" کہہ دیتے ہیں۔

الغرض امام مسلم پہلے تین طریق میں امام ترمذی کے ساتھ مشترک ہیں، لیکن تعداد اسانید کے چوتھے طریق میں امام ترمذی منفرد ہیں۔

حدیثِ حسن اور امام ترمذی

ابن الصلاح "علوم الحدیث" میں لکھتے ہیں: (۸۷)

علامہ الخطابی نے حدیث کی تین قسمیں بیان کی ہیں: صحیح، حسن اور ضعیف

حدیث حسن کی تعریف میں لکھتے ہیں:

الحسن ما عرف مخرجہ واشتہر رجالہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امام ترمذی "العلل الصغیر" میں لکھتے ہیں: (۸۸)

۱) کل حدیث یروی لایکون فی اسنادہ من یتھم بالکذب

۲) ولایکون الحدیث شاذا

۳) ویروی من غیر وجہ نحو ذاک فصاعدا

جو حدیث ان شروطِ "ثلاثہ" پر مشتمل ہو وہ حدیثِ حسن ہے لیکن واضح رہے کہ تمام حسن حدیث ایک ہی مرتبہ کی نہیں ہیں بلکہ بعض سے بعض اَقوی ہیں۔

علامہ خطابی اور امام ترمذی کی حسن میں فرق پایا جاتا ہے۔ علامہ خطابی نے تو اہل حدیث کے نزدیک انواعِ "ثلاثہ" (صحیح و حسن و ضعیف) کی اصطلاحی تعریف کی ہے اور حدیث المستور جو (من غیر وجہ) مروی ہو اس کو خطابی نے ذکر نہیں کیا کیونکہ خطابی کے نزدیک وہ من قبیل الحسن نہیں ہے کیونکہ خطابی نے تصریح کی ہے کہ مجہول کی روایت من قبیل ضعیف ہے اور مجہول میں مستور بھی داخل ہے۔ (۸۹)

اس کے برعکس امام ترمذی نے متفق علیہ یعنی حسن اصطلاحی کی تعریف نہیں کی بلکہ اپنی جامع میں جس حدیث کو حسن کہا ہے اس کی وضاحت کی ہے جو مستور کی حدیث کو بھی شامل ہے اور اس ضعیف کی روایت کو بھی جو سوء حفظ کی وجہ سے ضعیف ہو اور اس کو بھی جو غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہو بلکہ روایۂ مختلط بعد از اختلاط اور مدلس کی عنعنہ اور جس کی اسناد میں انقطاع خفیف ہو اس کو بھی شامل ہے۔ کیونکہ یہ اقسام سب متہم بالکذب سے خارج ہیں۔

اس کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام ترمذی نے اتصال اسناد کی قید نہیں لگائی اس بنا پر بہت سی احادیثِ منقطعہ کو حسن کہہ دیا ہے (النکت لابن حجر)

یہی وضاحت نورالدین عتر نے اپنے رسالہ میں کی ہے، جو حافظ ابن حجر کی النکت سے ماخوذ ہے اور ابن الصلاح کی تعبیر پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ (۹۰)

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ وہ حدیث شاذ نہ ہو اور شاذ سے یہاں پر وہ حدیث مراد ہے جو ثقات کے خلاف ہے۔ پس مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث معارضہ سے سالم ہو۔

(۳) (ان یروی من وجہ آخر نحوہ) یعنی وہ حدیث دوسرے طریق ایک یا زیادہ سے مروی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ طریق اُخری اس کی مثل یا اس سے اقوی ہو یعنی کم درجہ نہ ہو اور دوسرے طریق سے بعینہٖ اسی لفظ کے ساتھ مروی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ بمعناہ مروی ہونا ہی کافی ہے چنانچہ شرح العلل میں لکھتے ہیں:

ان یروی معناہ من غیر وجہ لا نفس لفظہ (۹۱)

اس بنا پر امام ترمذی نے (نحوہ) کہا ہے اور (مثلہ) نہیں کہا، اب ہم ترمذی سے حسن حدیث کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نوع کے امثلہ ذکر کرتے ہیں تاکہ مزید وضاحت ہو جائے، حافظ ابن حجر النکت میں لکھتے ہیں: مستور کی روایت کی امثلہ تو بکثرت ہیں اس لئے طوالت سے بچنے کے لئے ان کو چھوڑ دیتے ہیں اور باقی اقسام کے کچھ امثلہ ذکر کرتے ہیں:

(۱) روایۃ الضعیف سیئ الحفظ:

روایۃ من طریق شعبۃ عن عاصم بن عبداللہ عن عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ عن ابیہ قال: ان امراۃ من بنی فزارۃ تزوجت علی نعلین الخ قال الترمذی: ھذا حدیث حسن (۹۲)

اس میں عاصم بن عبداللہ ضعیف ہے۔ (۹۳)

امام ترمذی نے اس حدیث کو "حسن" محض اس لئے کہا ہے کہ متعدد طرق سے مروی ہے چنانچہ امام ترمذی ہی اس کے بعد لکھتے ہیں:

وفی الباب عن عمر وابی ھریرۃ وعائشۃ وابی حدرد، وذکر جماعۃ

(۲) روایۃ الضعیف الموصوف بالغلط والخطاء:

اخرج من طریق عیسی بن یونس عن مجالد عن ابی الوداک عن ابی سعید رضی اللہ عنہ کان عند نا خمر یتیم الخ قال ھذا حدیث حسن (۹۴)

اس میں مجالد ضعیف ہے اور غلط اور خطاء کے ساتھ متصف ہے مگر چونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہے اس بناء پر حسن کہہ دیا ہے اس سے بھی بڑھ کر حدیث اسماعیل بن مسلم عن الحسن عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فی الامر بقتل الکلاب ہے حافظ لکھتے ہیں:

واسماعیل اتفقوا علی تضعیفہ ووصفوہ بالغلط وکثرۃ الخطاء

تاہم اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کہا ہے کیونکہ یہ متعدد طرق سے مروی ہے یعنی الحسن سے اسماعیل بن مسلم کی متابعت پائی جاتی ہے۔ (۹۵)

اس کی تیسری مثال حافظ نے یہ پیش کی ہے۔

رواہ من طریق علی بن مسھر عن عبیدۃ بن معتب عن ابراھیم عن الاسود عن عائشۃ قالت کنا نحیض عند رسول اللہ ...... فیا مرنا بقضاء الصوم الخ وقال ھذا حدیث حسن

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

فیہ عبیدۃ ضعیف جدا وقد اتفق ائمۃ النقل علی تضعیفہ الا انھم لم یتھموہ بالکذب لیکن لحدیثہ اصل من حدیث معاذۃ عن عائشۃ مخرج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی الصحیح، فلهذا وصفه بالحسن:

پھر اس کی تائید میں حافظ نے ابو زرعہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابو صالح کاتبُ اللیث کے متعلق انہوں نے لکھا:

لم یکن یتعمد الکذب و لکنه کان یغلط وهو عندی حسن الحدیث

لیکن حافظ کا یہ استدلال محل نظر ہے، فتأمل!

(۴) روایت ضعیف کو حسن کہنے کی چوتھی مثال

حدیث ابی سعید الخدری (لایحل لاحد ان یجنب فی المسجد........) ۳۸۵/۴

اس میں عطیہ بن سعید العوفی ضعیف ہے، اس کے باوجود امام ترمذی کا اس حدیث کو حسن غریب کہنا دوسرے شواہد کی بنا پر ہے، امام نووی لکھتے ہیں انما حسنه بشواهده

چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

و لحدیث ابی سعید شاهد نحوه من حدیث سعد بن ابی وقاص ورواته ثقات فتح الباری ۱۳/۷

(۳) روایة من سمع من مختلط بعد اختلاطه

رواه من طریق یزید بن هارون عن المسعودی عن زیاد بن علاقة قال: صلی بنا المغیرة بن شعبة رضی الله عنه الخ وقال: هذا حدیث حسن (۹۶)

اس کی اسناد میں مسعودی (عبدالرحمٰن) ہے وهو ممن وصف بالاختلاط وکان سماع یزید منه بعد ان اختلط (۹۷)

ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے کیونکہ دوسرے طرق سے مروی ہے، کما صرح به وقال: وقد روی هذا الحدیث من غیر وجه عن المغیرة

(۴) روایة المدلّس قد عنعن:

(الف) رواه من طریق یحیی بن سعید عن المثنی بن سعید عن قتادة عن عبدالله بن بریدة رضی الله عنه عن ابیه عن النبی ﷺ، قال: المؤمن یموت بعرق الجبین

وقال: هذا حدیث حسن، فیه قتادة مدلس وقد عنعن وقد قال بعض اهل العلم لم یسمع قتادة من عبدالله بن بریدة و انما وصفه بالحسن لان له شواهد من حدیث عبدالله بن مسعود (۹۸) وغیره

(ب) رواه من طریق هشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ..... ان حقا علی المسلمین [99]

وقال: ھذا حدیث حسن

فیہ ھشیم موصوف بالتدلیس لکن تابعہ عندہ ابو یحیی التیمی

وللمتن شواھد من ابی سعید الخدری وغیرہ رضی اللہ عنہ۔

رواہ الترمذی من طریق ابی یحیی اسماعیل بن ابراھیم التیمی

عن یزید بن ابی زیاد ومن طریق ھشیم عن یزید بمعناہ وقال حسن و

روایۃ ھشیم احسن من روایۃ اسماعیل و اسماعیل یضعف فی

الحدیث

(۵) منقطع الاسناد:

رواہ من طریق عمرو بن مرۃ عن ابی البختری عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال لعمر فی العباس الخ

وقال ھذا حدیث حسن وفیہ ابو البختری اسمہ سعید بن فیروز ولم یسمع من علی رضی اللہ عنہ فالاسناد منقطع

پھر اس کو حسن کہنا شواہد مشہورہ کی بنا پر ہے۔ اس نوع کی امثلہ ترمذی میں بہت زیادہ ہیں مثلاً ابوعبیدۃ بن عبداللہ بن مسعود عن ابیہ کی متعدد روایات کو حسن کہا ہے حالانکہ جمہور کے نزدیک ابن مسعود سے سماع حاصل نہیں ہے یہی حال حدیث ابو قلابۃ الجرمی عن عائشۃ وروایۃ عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیہ کا ہے مگر امام ترمذی نے مجموعہ طرق کے پیش نظر ان کو حسن کہہ دیا ہے۔

بہرحال اس قسم کی احادیث کو حسن کہنا امام ترمذی کی اپنی اصطلاح اور اپنا اجتہاد ہے۔ عین ممکن ہے کہ کوئی دوسرا اس سے اتفاق نہ کرے۔ چنانچہ امام ترمذی العلل کے آخر میں لکھتے ہیں: [100]

وما ذکرنا فی ھذا الکتاب "حدیث حسن" انما اردنا بہ حسن اسنادہ

عندنا..... الخ

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حسن اصطلاحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وہ "حسن" ہے جسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں حسن کہا ہے۔

حسن کی جو تعریف خطابی نے کی ہے وہ حسن اصطلاحی ہے اور وہ بالاتفاق حجت ہے اور جو علماء تقسیم ثنائی کے قائل ہیں، ان کے نزدیک صحیح میں داخل ہے مگر امام ترمذی کی حسن کے حجت ہونے پر اتفاق نہیں ہے۔

ابوالحسن ابن القطان اپنی کتاب بیان الوھم والایہام میں لکھتے ہیں:

ان ھذا القسم لایحتج بہ کلہ بل یعمل بہ فی فضائل الاعمال و

یتوقف عن العمل بہ فی الاحکام الا اذا کثرت طرقہ او عضدہ اتصال عمل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اومو ا فقة شاهد صحيح او ظاهر القرآن

اور خود امام ترمذی کے نزدیک بھی اس قسم کی ہر حسن قابل حجت نہیں ہے مثلاً خیثمہ البصری کے طریق سے عن الحسن عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے لاتے ہیں اور پھر اس کے بعد کہا ہے: (١٠١)

هذا حديث حسن وليس اسناده بذاك

اور کتاب العلم فضل العلم ایک حدیث کے بعد، (هذا حديث حسن) کہا ہے۔ (١٠٢)

اور لکھا ہے کہ ہم نے اس حدیث کو "صحیح" نہیں کہا کیونکہ اعمش نے اس میں تدلیس کی ہے چنانچہ بعض طرق میں اس نے کہا ہے: حدثت عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، پس اس تردد کی بنا پر اس پر "حسن" کہا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

ابن القطان کی ان دونوں مثالوں میں نظر ہے، ممکن ہے دوسرے طرق سے مروی ہونے کی وجہ سے "حسن" کہا ہو۔

اصل بحث:

لیکن یہاں بحث کا تعلق اس بات سے ہے کہ کیا امام ترمذی کے کسی حدیث کو حسن کہنے سے وہ حدیث حجت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ سو اس میں توقف ہے اور ابن القطان نے جو کچھ لکھا ہے وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (١٠٣)

(٦) اور امام ترمذی کبھی کسی صحیح حدیث کو صرف حسن کہہ دیتے ہیں جبکہ وہ اصح کے معارض ہو مثلاً مسح رأس کے متعلق ربیع بنت معوذ کی صحیح حدیث کو حسن کہہ دیا ہے کیونکہ امام ترمذی کے خیال میں یہ حدیث عبداللہ بن زید کی حدیث کے معارض ہے۔

○ حاشیہ جات ○

(١) سیر اعلام النبلاء ١١/٦٧٢ و نکت الهمیان للصفدی ص ٢٧٠ و شرح الشمائل لجسوس ج ١ ص ٢، و میزان الاعتدال ج ٣ ص ١١٧ —— (٢) المراجع السابقة —— (٣) الانساب و معجم البلدان ج ٢ ص ٣٨٢ —— (٤) تہذیب التہذیب —— (٥) سیر اعلام النبلاء —— (٦) دیکھئے تذکرۃ الحفاظ ٢/٢٠٧ و کتاب الانساب سمعانی —— (٧) نیز کتاب العلل فی آخر الجامع ج ۴ ص ٣٨٥ —— (٨) مقدمہ الجامع لاحمد شاکر ص ٨١ —— (٩) ہدی الساری ج ٢ ص ١٩۴ —— (١٠) طبقات الرواۃ کے لئے دیکھئے تقریب التہذیب (ج ١ ص ٥-٦) —— (١١) مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ١٧٢ —— (١٢) شرح المشکاۃ ج ١ ص ٢١ و مقدمہ تحفۃ الاحوذی ١٧٢-١٧٣ —— (١٣) فتح الباری ج ٣ ص ٣٣٨ —— (١۴) تحفۃ الاحوذی ج ٢ والبدایۃ ١١/٢٣، و تہذیب التہذیب ١٠/١٢٦ —— (١۴ ب) مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ١٧٢ —— (١٥) ماجاء فی الرجل ینام عن الوتر تحفۃ الاحوذی (ج ١ ص ٣۴٣) —— (١٦) کتاب العلل آخر الجامع و تذکرۃ الحفاظ ص ٦٣۴ و سیر اعلام النبلاء (ج ١١ ص) —— ع مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ١٧٢ انظر الترمذی مع التحفۃ ج ١

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ص ۳۴۳ —— (۱۷) تحفۃ الاحوذی (ج ۴ ص ۳۸۵) وفیہ عطیۃ بن سعد العوفی ضعیف و مع ذالک قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن ھذا الوجہ قال النووی انما حسن الترمذی بشواھدہ، قال ابن حجر: ولحدیث ابی سعید شاھد نحوہ من حدیث سعد بن ابی وقاص و رواۃ ثقات۔ انظر الفتح ۷/ ۱۳ —— (۱۸) شروط الائمۃ الستۃ للمقدسی ص ۱۷، تذکرۃ الحفاظ ص ۶۳۴، تہذیب التہذیب —— ج ۹ ص ۳۸۸ —— (۱۹) المرجع السابق —— (۲۰) تذکرۃ ص ۶۳۴ و تہذیب ۹/ ۳۸۹ وفیہ عمران بن علان بدل عمر بن ملک —— (۲۱) تہذیب الکمال اعلام النبلاء تہذیب التہذیب ۹/ ۳۸۷ و المحلی —— (۹/ ۲۹۵) ضعف حدیث الترمذی لکن لم یذکر ملعنا فی الترمذی —— (۲۲) اللباب ج ۱ ص ۱۸۴ —— (۲۳) میزان الاعتدال ۳/ ۱۱۷ و تہذیب اور ابن حزم کے لئے تذکرۃ ۱۱۴۶ —— (۲۴) راجع المیزان و الرفع و التکمیل للکھنوی ص ۱۲۴ حاشیہ و مقدمۃ الجامع لاحمد شاکر مصری —— (۲۵) راجع البدایۃ ج ۱۱ ص ۶۷ علامہ احمد شاکر لکھتے ہیں :

—— حافظ ابن حجر نے ذہبی سے نقل کر کے لکھ دیا ہے ورنہ حافظ نے نہ کتاب الاتصال دیکھی ہے۔ ——

(۲۶) المرجع السابق —— (۲۷) راجع توجیہ النظر للجزائری و الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی —— (۲۸) قوت المغتذی ج ۱ ص ۸ و مقدمۃ ابن الصلاح ص ۱۵ —— (۲۹) شرح الالفیۃ للسخاوی ۳۵ و شرح الترمذی لابی الطیب ج ۱ ص ۱۲ —— (۳۰) الفہرست لابن الندیم ج ۱ ص ۳۳۳، والبدایۃ ج ۱۱ ص ۶۶، کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۴۰، والرسالۃ المستطرفۃ ص ۱۱۱ —— (۳۱) تہذیب التہذیب —— (۳۲) الفہرست لابن الندیم —— (۳۳) البدایۃ —— (۳۴) الجامع وفیہ : وقد بینا ھذا علی وجھہ فی الکتاب الذی فیہ الوقوف —— (۳۵) دائرۃ المعارف الاسلامیہ ج ۵ ص ۲۲۰، مجلۃ المجمع العلمی دمشق جلد ۳۲ ص ۳۱۴ —— (۳۶) تدریب الراوی للسیوطی ص ۹۵ والبلدان للیاقوت الحموی (ترمذ) —— (۳۷) انظر ص ۹ —— (۳۸) انظر تحفۃ الاحوذی ص ۲۴ —— (۳۹) قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۵، و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۵-۱۷۶ —— (۴۰) عارضۃ الاحوذی ج ۱ ص ۵-۶ و قوت المغتذی ج ۱ ص ۶ —— (۴۱) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص —— (۴۲) مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ مقدمہ احمد شاکر ج ۱ ص —— (۴۳) تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص —— (۴۴) تحفۃ الاحوذی ج ۴ کتاب العلل —— (۴۵) ص ۱۶ والبدایۃ والنھایۃ لابن کثیر ج ۱۱ ص ۶۷ —— (۴۶) طبقات رواۃ کی تفصیل کے لئے دیکھئے شروط صحیح البخاری و شروط الخمسۃ للحازمی ۴۳ —— (۴۷) ج ۱/۱ ص ۳۹۶ —— (۴۸) الجرح و التعدیل ج ۱ ق ۱ ص ۲۲۷ —— (۴۹) لیکن فی زمانہ ہمارے مدارس حدیث بھی ناظمین کے تحت آگئے ہیں اور تلامذہ کو شیوخ سے دور کردیا گیا ہے اب تلامذہ اجازہ سے بھی بے نیاز ہیں اور الاماشاء اللہ اپنے شیخ الشیخ کا نام تک نہیں جانتے سلف کے اس طریق کو ختم کرنے کی ذمہ داری مدارس کے ناظمین پر جنہوں نے اصل اجازہ کی شکل کو ختم کرکے اپنے دستخطوں سے بطاقات تقسیم کرنے شروع کردیئے اور شیوخ الحدیث کے اجازات کو نسیا منسیا کردیا گیا فوا اسفا۔ یہ صرف اہل حدیث مدارس کا المیہ ہے۔ دیوبندی اور بریلوی مدارس پر اب بھی علماء کی حیثیت مسلم ہے۔ —— (۵۰) دیکھئے قوت المغتذی ج ۱ ص ۱۶، مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۱۷۸ —— (۵۱) انظر فہرسۃ ابن خیر ۱۱۹-۱۲۱ —— (۵۲) قوت المغتذی و مقدمۃ تحفۃ الاحوذی —— (۵۳) الانساب ص ۵۱۱ —— (۵۴) تذکرۃ ج ۳ ص ۸۶۳، العبر ۲/ ۲۷۲، الوافی ۲/ ۴۰، مرآۃ الجنان ۲/ ۳۴۰، شذرات ۲/ ۳۷۳ —— (۵۵) الانساب ۷/ ۲۴۶، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۴۸، العبر ۲/ ۲۲، شذرات الذھب ۲/ ۳۲۲، المستطرفۃ ص ۷۳، النبلاء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۵۹/۱۵ ــــــ (۵۶) النبلاء ۵۴۹،۵۴۸/۱۵ ــــــ (۵۷) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر
۱۰۸/۳، تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ ــــــ (۵۸) الانساب ۲۱۴/۳، اللباب ۲۶۸/۱، العبر ۱۰۸/۳،
تذکرۃ ۱۰۵۲، النبلاء ۲۵۷/۱۷ ــــــ (۵۹) طبقات سبکی ۳۲۸/۵، شذرات ۳۸۲/۳، العبر ۳۱۸/۳
ــــــ (۶۰) النجوم الزاہرۃ ۲۶۰/۵، شذرات ۹۷/۴، العبر ۸۵/۴، النبلاء ۱۰۱/۲۰ ــــــ (۶۱) المنتظم
۴۴/۹، معجم البلدان ۲۱۶/۴، اللباب ۳۹۳/۲، الکامل فی التاریخ ۱۶۸/۱۰، العبر ۲۹۷/۳، شذرات
۳۶۵/۳ ــــــ (۶۲) الانساب ۵۰/۳، معجم البلدان ۲۸/۲، العبر ۳۰۲/۳، اللباب ۲۱۴/۱، شذرات
۳۶۸/۳ ــــــ (۶۳) الانساب ۴۰۹/۱۰، المنتظم ۱۵۴/۱۰، معجم البلدان ۴۵۸/۵، اللباب ۹۵/۳، العبر
۱۳۱/۴، تذکرۃ ۱۳۱۳/۴، العقد الثمین ۵۰۱/۵، ذیل تاریخ بغداد ۸۳/۱ ــــــ (۶۴) وفیات ۱۲۵/۳، ابن
کثیر ۶۱/۱۳، ــــــ (۶۵) للبدایہ لابن ابن کثیر ۶۱/۱۳ ــــــ (۶۵) النبلاء ۵۰۷/۲۱ ــــــ (۶۶) ترجمہ
کے لئے: ذیل تاریخ بغداد لابن النجار، الکامل لابن اثیر ۱۲۲/۱۲، ذیل الروضتین ص ۷۰، وفیات ۴۵۲/۳،
البدایۃ ۶۱/۱۳، النجوم الزاہرۃ ۲۰۱/۶، شذرات ۲۶/۵ و التاج المکلل ۹۴-۹۵ والنبلاء ۵۰۷/۲۱ ــــــ
(۶۷) البدایۃ ۳۱۴/۱۳ و شذرات ۴۱۴/۵ والیانع ۴۸ وذیل طبقات الحنابلۃ ۳۲۵/۲ و تعلیق الکوثری علی
ذیل الحسینی ص ۱۷ ــــــ (۶۸) الدرر الکامنہ ۱۴۱/۳، و شذرات الذہب ۲۸۵/۶ ــــــ (۶۹)
شذرات الذہب ۲۶۹/۷، الضوء اللامع ۱۸۷/۴، فہرس الفہارس ۲۷۴/۲ ــــــ (۷۰) قدمر ــــــ
(۷۱) الکواکب السائرۃ ۵۲/۳، تاج العروس مادہ (غ وط) شذرات ۴۰۶/۸، الکتانی ۲۵۵/۲ ــــــ
(۷۲) دیکھئے القراء ات و القراء ــــــ (۷۳) المتوفی ۳۳۵، تذکرۃ ۳۴۸/۳ ــــــ (۷۴) میزان
الاعتدال ۱۱۷/۳ ــــــ (۷۵) تہذیب التہذیب ۳۸۸/۹ ــــــ (۷۶) قال ابن العربی مخرج
الحدیث بان یکون عن روایۃ راو قد اشتہر بروایۃ حدیث اہل بلدہ کقتادۃ فی البصریین وابی
اسحاق السبیعی فی الکوفیین و عطاء فی المکیین و ابن شہاب فی المدنیین وغیرہم
(عارضۃ الاحوذی ۱/ ۱۴-۱۵) فان حدیث البصریین مثلا اذا جاء عن قتادۃ و نحوہ کان مخرجۃ
معروفا واذا جاء عن غیر قتادۃ و نحوہ کان شاذا- واللہ اعلم انظر النکت علی ابن الصلاح
للحافظ ابن حجر ــــــ ج ۱ ص ۴۱۵ ــــــ (۷۷) باب ماجاء فی بیان الفجر ج ۲ ص ۳۹ ــــــ (۷۸)
مثلاً باب ماجاء ان مفتاح الصلاۃ الطہور اس (حاء) کو (ح) تحویل کہتے ہیں بعض کے نزدیک یہ معنی صحیح ہے اور
بعض نے حائل کے معنی میں لیا ہے اس کے تلفظ میں (حا) کہہ کر آگے قراء ت جاری رکھے تفصیل کے لئے
مقدمہ ابن الصلاح ص ۸۰-۸۱ و شرح العراقی علی الالفیۃ ج ۲ ص ۴۱ ــــــ (۷۹) مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۰.
وکذا مسلم یشیر الی اختلاف الالفاظ تارۃ بقولہ (والفاظہم متقاربۃ) و تارۃ بقولہ (نحوہ) وان کان اللفظ واحدا
یقول (مثلہ) ــــــ (۸۰) مقدمہ ابن الصلاح ۹۴، و تدریب الراوی ص ۳۲۸ ــــــ (۸۱) ج ۲ ص ۴۱
حدیث ثالث عن ابی سعید الخدری ــــــ (۸۲) مثال ذالک (باب فضل تطوع ثنتی عشرۃ رکعۃ کل یوم) کہ
اس میں پہلے حضرت عائشہؓ والی حدیث "من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ" لاتے ہیں جو کہ من طریق المغیرۃ بن
زیاد عن عطاء عنھا ہے اور اس پر کلام کیا ہے (حدیث عائشۃ حدیث غریب من ھذا الوجہ) والمغیرۃ بن زیاد قد
تکلم فیہ بعض اہل العلم من قبل حفظہ) اس طرح اس کا ضعف بیان کیا ہے پھر اس کے بعد حدیث ام حبیبۃ
لاتے ہیں پھر لکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیروجہ (تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۳۱۹) ـــــ (۸۳) ملاحظہ ہو صحیح مسلم کتاب القسامۃ حدیث بشیر بن یسار عن سہل بن ابی حثمۃ الخ ـــــ (۸۴) جائزہ صحیح مسلم ـــــ (۸۵) دیکھئے کتاب التمییز ص ۱۲ ـــــ (۸۶) کمافی مواقیت الصلاۃ : حدثنا احمد بن منیع و الحسن بن الصباح البزار و احمد بن محمد بن موسی -- المعنی واحد -- قالوا حدثنا اسحاق بن یوسف الازرق عن سفیان الثوری عن علقمۃ --- فذکر الحدیث ثم قال : وقد رواہ شعبۃ عن علقمۃ بن مرثد ایضا فذکر متابعۃ شعبۃ لسفیان الثوری معلقۃ ھکذا (تحفۃ الاحوذی ج ا ص) ـــــ (۸۷) ص ۲۶ ـــــ (۸۸) العلل الصغیر ۴/ ـــــ (۸۹) المستعرا من روی عنۃ اکثر من واحد والمجهول من لم یروعنۃ غیر واحد ولم یوثق (تقریب ۱/۵) ـــــ (۹۰) راجع الرسالۃ ص ۱۶۲-۱۶۳ ـــــ (۹۱) شرح العلل ـــــ (۹۲) کتاب النکاح ج ۴/۲۵۰ ـــــ (۹۳) تقریب ۱/۳۸۴، لیکن ترمذی کے اکثر نسخوں میں "حسن صحیح" ہے دیکھئے تحفۃ الاحوذی و تحفۃ الاشراف ۴/۲۲۲ ـــــ (۹۴) کتاب البیوع باب النھی ان یتخذ الخمر خلا لیکن فی الجامع : ھذا حدیث حسن صحیح و الحدیث فی مسلم کتاب الاشربۃ ـــــ (۹۵) کتاب الاحکام باب ماجاء من امسک کلبا الخ، تحفۃ الاحوذی ـــــ (۹۶) ترمذی ابواب الصلاۃ باب ماجاء فی الامام ینھض فی الرکعتین ناسیا، و فی الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح کذ فی نسخۃ احمد شاکر والنسخۃ الھندیۃ و النسخۃ التی حققھا الدعاس طبعۃ حمص و اشار المحدث احمد شاکر الی اختلاف النسخ، و المعلوم ان الاستاذ احمد شاکر قداعتمد فی تحقیقۃ سبع نسخ عند التحقیق کما ذکر فی المقدمۃ وفیھا حسن صحیح الا واحدۃ تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۲۸۹-۲۹۰ ـــــ (۹۷) قال فی التقریب عبدالرحمن المسعودی صدوق اختلط ومن سمع منہ ببغداد فبعد الاختلاط واللہ اعلم ـــــ (۹۸) راجع لحدیث عبداللہ بن مسعود مجمع الزوائد ۲/۳۲۵ ـــــ (۹۹) تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۳۷۳، باب فی السواک والطیب یوم الجمعۃ و تحفۃ الاشراف ۲/۲۹-۳۰، والحدیث رواہ احمد فی المسند (۳/۲۸۳) وابن ابی شیبۃ فی المصنف کما فی التحفۃ ج ا ص ۳۵۶ ـــــ (۱۰۰) تحفۃ الاحوذی شرح العلل ج ۴ ص وا لتقیید والایضاح ص ۴۵ والنکت لابن حجر ج ا ص ۳۹۹ ـــــ (۱۰۱) ترمذی کتاب فضائل القرآن میں طریق الاعمش عن خیثمۃ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من قرا القرآن فلیسال اللہ بہ (تحفۃ الاحوذی ۴/۵۵) حدیث عمران بن الحصین و خیثمۃ ھذا خیثمۃ البصری الذی روی عنہ جابر الجعفی یکنی ابانصر ـــــ (۱۰۲) باب فضل طلب العلم (۳/۳۶۹ تحفۃ) حدیث ابی ہریرۃ من سلک طریقا یلتمس فیہ علما وفی مسلم مطولا لیکن حسن کے بعد (وانمالم نقل) الخ کے الفاظ ترمذی میں نہیں ہیں ہو سکتا ہے ممکن ہے ابن القطان نے کسی نسخہ میں یہ الفاظ دیکھے ہوں۔ واللہ اعلم ـــــ (۱۰۳) دیکھئے توضیح الافکار ۱/۱۸۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ